٧٨٦

لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا

الحمد للہ

رسالہ

باعث سرور

در

مباحثہ جبل پور

جو مسلمانوں اور آریوں میں بماہ مئی سنہ ١٩١٦ع بمقام جبل پور ہزار ہا آدمیوں کی حاضری میں تین یوم تک ہوتا رہا جس میں اسلام کی آریہ سماج پر نمایاں فتح ہوئی

مرتبہ

جناب تاج الدین صاحب مالک تاج پرنٹنگ ورکس جبل پور

بماہ ستمبر ١٩١٦ع

مطبع راجپوت پرنٹنگ ورکس لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوا

قیمت [illegible]

محصول بذمہ خریدار

ہفتہ وار اخبار
اہلحدیث
امرتسر
یہ اخبار کیا ہے؟ مجمع البحرین ہے۔ یعنے دین و دنیا کا مجموعہ
۱۸×۲۲ کے ۱۶ بڑے صفحوں پر ہفتہ وار ہر جمعہ کو امرتسر سے
شائع ہوتا ہے۔ جس میں ملکی۔ مذہبی۔ اخلاقی اور تاریخی
مضامین چھپنے کے علاوہ متفرق سوال و جواب دینی فتوے
اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات وغیرہ درج ہوتے
ہیں۔ اور ایک دو صفحوں پر دنیا کی چیدہ چیدہ خبریں
بھی درج ہوتی ہیں۔
غرض یہ اخبار توحید و سنت کا حامی۔ شرک و
بدعت کا دشمن۔ مخالفین اسلام کے حملوں کو رد کرنے
میں ڈھال کا کام دینے والا۔ اور دنیا بھر کی نئی
خبریں بتلانے والا ہے۔
قیمت سالانہ تین روپے۔ نمونہ کا پرچہ دو پیسے کے
ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔
المشتہر
ابوالوفا ثناء اللہ مولوی فاضل مالک اخبار
اہلحدیث امرتسر پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتَابَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا ؕ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الَّذِیْ بُعِثَ اِلَی النَّاسِ کَآفَّۃً بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ؕ

بعد حمد پروردگار و نعت احمد مختار کے قارئین کرام پر واضح ہو۔ کہ گذشتہ تعطیلات ایسٹر میں (جو ۲-۳-۴-۵- اپریل سنہ ۱۵ء کو ہوئی تھیں) آریہ سماج جبلپور کا سالانہ جلسہ تھا جسمیں ایک سوامی انبھوانند نامی نے دوران تقریر میں مذہب اسلام اور خدائے اسلام پر چند ایسے ناپاک اور رکیک حملے کیے۔ جن کا اعادہ ایک خدا پرست کی زبان ہرگز نہیں کر سکتی۔ اگرچہ سوامی مذکور کی اس حرکت ناسزا پر مسلمانان جبلپور بہت برافروختہ ہوئے۔ لیکن اراکین انجمن ضیاء الاسلام نے دور اندیشی سے کام لیکر سکرٹری آریہ سماج جبلپور سے درخواست کی۔ کہ آپ گذشتہ شب کی ناروا جرأت کا جو سوامی مذکور کر ظہور پذیر ہوئی ہے۔ ازالہ کر دیں۔ اور ہمکو سوامی انبھوانند سے تھوڑی دیر گفتگو کرنیکا موقع دیا جائے۔ تاکہ پبلک میں جو غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔ رفع ہو جائے۔ مگر جب تین روز کی خط و کتابت بے سود ثابت ہوئی۔ اور آریہ سماج کا سالانہ جلسہ بھی ختم ہو گیا۔ تو انجمن ہذا نے ایک جلسہ کر کے بعنوانِ شائستہ مسلمانوں کی دلجوئی کر دی

مگر آریہ سماج کو یہ کارروائی جو اہلِ اسلام کے لئے خیر اندیشانہ کیگئی تھی ناگوار گذری۔ انہوں نے فورًا بابو رامچندر دہلوی کو بلایا۔ جنہوں نے قرآن خوانی اور شائستہ بدزبانی سے اپنی تقریر کو سماجیوں کے لئے خوشگوار اور مسلمانوں کیلئے دلآزار بنایا۔ اور دورانِ تقریر میں علانیہ مقابلہ طلبی کی۔ اور داد مقابلہ چاہی۔ جس کا رد نہ کرنا

سبکئ اسلام تھی۔ چنانچہ اراکین انجمن نے دوسرا جلسہ مقام مذکور پر کیا اور بابو رامچندر جی کی تقریر کی تردید کی۔ مگر ہمارے جائز فعل کو ناجائز خیال کر کے رامچندر جی نے پھر دوسرے روز پُر زور تقریر خلاف اسلام ٹاؤن ہال میں کی۔ لہٰذا اسکی تردید بھی مناسب خیال کیگئی۔ اور تیسرا جلسہ انجمن اسلامیہ اسکول کے بورڈنگ ہاؤس میں کر کے بابو صاحب کے ہفوات لاطائل کی مدلل تردید کے بعد اُنکی مقابلہ طلبی کے انتظام کے واسطے پبلک سے امداد کی درخواست کی۔ جس کو ہر مسلمان نے دل سے منظور کیا نتیجہ یہ ہؤا کہ چند ہی روز میں کافی امداد سکرٹری مناظرہ سب کمیٹی کے پاس جمع ہو گئی۔ جس سے مسلمانان جبل پور کی اسلامی اولعزمی کا پورا ثبوت ملتا ہے۔ علاوہ ازیں پریسیڈنٹ انجمن ضیاءالاسلام جناب ڈاکٹر جہانگیر خاں صاحب رئیس اعظم جبلپور نے جو ایک باحوصلہ اور ہمدرد اسلام بزرگ ہیں۔ تمام بیرونجات سے تشریف لانے والے حضرات کی رہائش اور خورد و نوش کا انتظام اپنے ذمہ لیا جو خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔

اِس اثناء میں آریہ سماج اور انجمن ضیاءالاسلام کے درمیان شرائط مناظرہ طے ہو رہی تھیں۔ لیکن یہ کسی سے پوشیدہ نہیں کہ سماجیوں کا عام قاعدہ ہے کہ شروع شروع میں وہ اپنی لن ترانیوں کی وُہ ہوا باندھتے ہیں کہ معاذاللہ لیکن جب مدِ مقابل بھی مستعد ہو جائے۔ تو حیلہ جوئی سے دامن گذاری کا موقع ڈھونڈھتے ہیں۔ اور شکر ہے کہ جبلپور کے معزز آریہ صاحبان بھی ان عادات میں اپنے دوسرے سماجی بھائیوں سے پھسڈی رہنا تو درکنار کئی فرلانگ آگے ہی رہے۔ چنانچہ اولین حیلہ فراری وہ تھا۔ جو مناظرہ کی شرط نمبر ۸ کے انکار سے واضح ہے۔ شرائط صفحہ ۲۲۔ پر دیکھئے۔ (یعنی اہل اسلام کیطرف سے شرط پیش کی گئی تھی کہ تقریر مناظرہ قلمبند کی جائے اور ہر دو فریق کے مناظرین کے دستخط ہو جایا کریں) مگر چراغ ہٹ دھرمی ایسی حالت میں ناظرین کی انصاف پسند طبایع کے سامنے کیسے روشن رہ سکتا تھا۔ چنانچہ نہ صرف جبلپور کی سماج ہی نے تحریر

سے انکار کیا بلکہ سماجی مناظرین ڈاکٹر لکشمی دت اور پنڈت دھرم بیر وغیرہ نے
بھی ایسی داد مردانگی سے انحراف کیا حتیٰ کہ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب اسلامی
مناظر نے اپنی تقریر میں بھرے جلسہ کے روبرو پُرزور الفاظ میں زور دیا۔ کہ
مناظرہ تحریری ہو (دیکھو مولانا کے پہلے روز کی تیسری تقریر بصفحہ ۱۴) مگر پھر بھی صدائے
برنخاست۔ ماسوا اس کے مناظرین اسلام نے جبلپور تشریف لاتے ہی بے حد
اصرار کیا کہ تقریریں قلمبند ہو کر دستخط ہو جایا کریں۔ مگر نہ تو اسے اراکین سماج
نے مانا۔ اور نہ ہی اُن کے مناظر پنڈتوں نے۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ
بعد تحریر کے نہ تو کلنک کا ٹیکا ہم سے چھٹایا جائیگا۔ اور نہ ہی ہم کو غلط گوئی کا
موقع ملیگا۔

مہاشہ مسافر آگرہ اس شرط کو بعد مباحثہ جن لفظوں میں ذکر کرتا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

اس کے بعد مسلمانوں کے قایم مقاموں نے یہ تجویز پیش کی کہ مباحثہ تحریری ہو
یعنی ہر فریق کا مناظر اپنے وقت میں کھڑا ہو کر پندرہ منٹ میں کاتب کو پہلے پرچہ
لکھوائے۔ پھر دس منٹ میں اُسکی نقل ہو۔ پھر وہ مناظر کو سنایا جائے۔ اور
اُس کے دستخط ہو کر دوسرے فریق کو دیا جائے جس کا وہ اپنی باری میں اسی
طرح پرچہ لکھوا کر تحریری جواب دے۔ اس نامعقول تجویز کے جواب میں
آریہ سماج کی طرف سے کہا گیا کہ اگر تحریری مباحثہ کرنا تھا۔ تو مناظرین یہ کام
تو اپنے اپنے گھر بیٹھے بھی کر سکتے تھے۔ پھر یہاں آنے اور ہزاروں آدمیوں کو
شریک مباحثہ ہونے کی دعوت دینے سے کیا مطلب۔ غرضیکہ مسلمانوں
کی یہ تجویز باوجود ان کے سخت اصرار کے بھی گر گئی۔ (مسافر آگرہ ۱۱ جون ۱۵ء)

کیا ہی معقول جواب دیا۔ بھلا اگر تحریر سے انکار اس لئے تھا۔ کہ تحریر گھروں میں ہوتی ہے
تو پھر مسافر نے بحث کا رسالہ کذب مقالہ کیوں شائع کیا۔ شائد پیسہ بٹورنے کو۔
پس اس عدم تحریر کے لئے سماجی جسقدر اپنی خوش نصیبی پر ناز کریں کم ہے۔ اب کھلے
بندوں جو چاہتے ہیں کہتے ہیں۔ اخباروں میں لکھتے ہیں۔ اور اپنی ہزیمت کو بھی فتح کی

پیشانی پر ہمیشہ کے لئے داغ رہیگا۔ مناظرہ کی روئداد غلط سلط شائع کرکی تشفی پاتے ہیں لیکن حضرات آپ یہ نہ سمجھئے کہ معاملہ یہیں تک رہا اور آریہ سماج کی ہٹ دہرمی بالکل ختم ہو چکی ہے۔ مگر ناظرین! اس طرف نہ تو مسلمانوں کا دست کرم کوتاہ ہوا۔ اور نہ اُدھر آریہ سماج کا پائے فرار لنگ ہوا۔ کیونکہ شرط نمبر ۹ کے مطابق خرچہ منڈوے وغیرہ کا جو ڈھائی سو روپیہ سے کم نہ تھا۔ بحصہ مساوی فریقین پر ڈالا گیا تھا۔ مگر اس سے بھی قطعی انکار کیا گیا۔ جو سماجیوں کے نزدیک شرط نمبر ۸ سے زیادہ گریز کی راہ کھلی دکھائی دیتی تھی۔

جب اسپر بھی انکو مفر نظر نہ آیا۔ اور مسلمانوں نے سارا خرچ اپنے ذمہ لیکر یہ باگ روک دی تو ایک نہائیت ہی نرالی اور انوکھی شرط سماج کی طرف سے پیش کیگئی۔ وہ یہ کہ تمام اہالی جبلپور کی طرف سے خواہ وہ ہندو ہوں یا عیسائی۔ مسلمان ہوں یا آریہ سب کیطرف سے امن کے ذمہ دار مسلمان ہوں۔ یہ ایک ایسی عجوبہ شرط تھی۔ جس سے عقلاء خود نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ مطلب سعدی چہ بود (یعنی آریہ مناظر جو چاہیں کہیں اور کوئی کچھ نہ کر سکے۔ اور اگر کوئی اور چوں کرے تو اہل اسلام گرفت میں آجائیں) آخر کار مسلمانان جبلپور کی امن پسندی اور فیاضی طبع نے ان بہانہ جوؤں کو نہ صرف خرچہ ہی سے سبکدوش کیا بلکہ اپنی تجربہ کاری سے ان کی تیغ زبان کو بے نیام کرکے اُس کا زخم اپنے سر پر لیا اور دروغ گو را تا بخانہ باید رسانید پہونچا کر راہ فرار کو مسدود کر دیا تب کہیں جاکر خدا خدا کرکے شرائط نامہ پر دستخط کئے۔

یہ بیان کرنا بھی غیر موزون نہ ہوگا کہ شرائط طے کرنے کے دوران میں جو تکلیف اراکین انجمن نے سماجیوں کی مہربانی سے برداشت کی ہے۔ اگر اُسکو مفصل لکھا جائے تو ایک دوسری کتاب تیار ہو۔ تمام خط وکتابت مابین آریہ سماج وانجمن ضیاء الاسلام محفوظ ہے اگر ضرورت ہوئی۔ تو شائع کیجاویگی۔ جو بجائے خود ایک اچھا خاصہ اور دلچسپ مناظرہ ہے۔ خیر شرائط طے ہو جانے کی باقاعدہ اطلاع پاکر جناب کپتان صاحب بہادر پولیس نے خاکسار اور سکرٹری آریہ سماج کو اپنے بنگلہ پر بلاکر نہائیت مہربانی سے متانت اور

سنجیدگی کے برتاؤ کے واسطے ارشاد فرمایا۔ تو اُس وقت بھی سکرٹری آریہ سماج ذی موقع فرار کی راہ نکالکر جھٹ پٹ کپتان صاحب بہادر کی خدمت میں یوں عرض کیا کہ امن تو قائم رہ سکتا ہے بشرطیکہ مضامین مناظرہ سے نیوگ کا مسئلہ خارج کردیا جائے۔ اب ناظرین کرام خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ مسئلہ نیوگ کو کپتان صاحب بہادر سے کہکر نکلوانے کی کوشش سے صاف ظاہر ہے۔ کہ کہانتک دیانتدی مسائل دنیا میں خصوصًا اس تہذیب و شائستگی کے زمانے میں پھیل سکتے ہیں۔ اور نیوگ جیسے شگاف زدہ دکھتے ہوئے پھوڑے کو انگلی کی ٹھیس سے بھی بچانے کے لئے کہاں کہاں ہتھیلی لگائی جاتی ہے۔ اسکے علاوہ باقی تین مسائل یعنی (۱) توحید فی الصفات اور روح و مادہ (۲) ویدک دھرم عالمگیر ہے یا اسلام (۳) تناسخ اور جزا و سزا جن پر مناظرہ ہوا ہے۔ انکی معقولیت اور عالمگیری کا ثبوت جو سماج کی طرف سے دیا گیا ہے۔ ناظرین خود مطالعہ سے اس کا پتہ لگا سکینگے۔ جن کے متعلق یہ روئیداد پیش خدمت ہے۔

روئیداد ہذا کو اس شکل خاص میں پیش کرنیکا مقصد اُن حامیان دین اور حاملان شرع متین نیز پبلک کی قوت انصاف سے (بلا تعصب فرقہ بندی) اپیل کرنا ہے۔ جو مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری اسلامی مناظر کے ساتھ بعض مسائل میں مختلف ہونے کے جرم میں اور اپنے دیرینہ بغض و عناد کی وجہ سے نہ صرف اُن کے جوابات پر قلم ناقدری پھیرتے ہیں۔ بلکہ یہ اتہام بھی لگاتے ہوئے اللہ کے غضب سے نہیں ڈرتے۔ کہ مولوی صاحب موصوف نے خود ہی دیدہ و دانستہ آنحضرت صلعم کی شان میں آریہ سے گستاخیاں کرائیں۔ تاکہ صاف دل مسلمانوں کا شیشۂ دل جو شراب عشق محمدی سے لبریز ہے۔ اُن کلمات ہتک آمیز کے سنگ حقارت سے چکنا چور ہو جائے۔ مگر ہم اُن سے بصد ادب التماس کرتے ہیں۔ کہ از برائے خدا ان جوابات کو از الف تا یاء جو محض اُنہی کی تقریر ہے۔ جسکو ہم نے حسب ترتیب اعتراضات ترتیب کرکے پیش خدمت ناظرین کیا ہے۔ بغور ملاحظہ کیجئے اور منصف نظر سے دیکھیے اور پھر انصافًا فیصلہ کیجئے کہ مولوی صاحب نے کہانتک دادِ حمایت دی ہے اور

فریق ثانی کہاں تک اپنی تیز زبانی اور کج روی میں کامیاب ہوسکا ہے[1]۔

لہذا ہر عاقل منصف صالح کا فرض ہے کہ کسی کام یا شخص کو مطعون کرنے سے پہلے اپنے سرمایہ معلومات کے ایک ایک حبہ کا جائزہ لے۔ اور اپنی قوائے ملکیہ کی ہبوط وصعود کو پیش نظر رکھ کے ہر شک و اشتباہ کا فائدہ اُس کام یا شخص زیر ملامت کو دیتا ہوا اپنے جذبات فطریہ کو اُبھرنے نہ دے۔ تب کہیں جا کر لعن وطعن کا خیال دل میں لائے۔ ورنہ یاد رہے۔ کہ جذبات نفسانی اپنی نازک چٹکیوں اور نرم نرم ناخنوں سے خاموشانہ قائل ہی کی عزت و وجاہت کے وہ بخیے اُدھیڑتے ہیں کہ جن کا رفو اگر قطعی ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے دین اسلام کے عام دشمنوں کے معاملہ میں فرقہ بندی کی خودکشانہ پالسی کو ایک لمحہ کے لئے بھی راہ نہ دی جائے۔ بلکہ ایسے موقع پر تمام فرقہائے اسلام کو یکجان وچند قالب ہو کر اُس دشمن کو تباہ کرنے کے لئے اتفاق و اتحاد کے صف شکن ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ایکدوسرے کی دلجوئی کرتے ہوئے قادرانداز انہ مقابلہ پر آنا چاہئے۔ اور نتائج کی حسن وخوبی کو کم ازکم غیر مسلموں کے مقابلہ پر تو روئی و رعایت اور خود غرضی کے مذبح پر قربان نہ کرتے ہوئے داد انصاف دینی چاہیئے۔ ہاں جب بیرونی خطرہ جاتا رہے۔ اور سوائے سُنی، شیعہ، اہلحدیث وغیرہ کے کوئی جھگڑا مذہبی سامنے نہ ہو۔ تو بیشک دل کھول کے ایکدوسرے کے کاموں میں غیر موجود تو کیا ناممکن الوقوع بھی نقص نکالو۔ مگر اندریں حال جبکہ اغیار میں سے کوئی تو بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل داؤدی کی بنیاد رکھنی چاہتا ہو۔ اور کوئی (خاکش بدہن) خانہ کعبہ پر ویدک جھنڈا اڑانے کا طالب ہو تو کیا ہم کو اب بھی اپنوں ہی سے دست وگریبان ہونا چاہئے۔ ہر گز نہیں۔ لہذا مکرر التماس ہے۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب سے عناد رکھو یا کسی وجہ

[1] نوٹ:۔ یہ تقریریں جلسہ ہذا میں چند زود نویس محرروں نے اُسی وقت قلمبند کی تھیں جو اِسی کام کیلئے مقرر کئے گئے تھے (مؤلف)

سے اُن سے ناراضی ہو۔ تو برائے خدا اُن کو سامنے رکھکر اسلام کی ناک پر ہاتھ صاف کرنے سے باز رہو۔

اگر عدل و انصاف کی عینک لگا کر اس روئداد کو پڑھو۔ تو آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ اس نوخیز ناتجربہ کار آریہ نے جواب دینا تو درکنار کوئی اعتراض بھی تو مدلل پیش نہیں کیا اور نہ کسی معقول جواب ہی کو کسی معقول دلیل سے کاٹا۔ اگر آپ اس روئداد کو غور و انصاف سے بغیر کسی بغض و عناد کے پڑھیں گے تو آپ پر روشن ہو جائیگا۔ کہ اسلام کی جانب سے جو جواب دئیے گئے ہیں وہ کیسے معقول اور مدلل ہیں۔ کہ فریق ثانی کو اعتراض تو کیا لب کشائی کا موقع نہیں ملا۔ ہاں یہ دوسری بات ہے۔ کہ کوئی انسان تاوقتیکہ اُسکی زبان یاوری دے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ ”میری بات کا جواب نہیں دیا۔ دیکھو مکرر استدعا کرتا ہوں۔ کہ میرے ایک سوال کا بھی جواب نہیں ملا۔ اور اسد فو مولوی صاحب میری سب باتوں کا جواب دیدیتے۔ مگر کیا کریں وہ میرے سوالوں کا جواب دینے سے قاصر ہیں۔ وغیرہ وغیرہ“ چنانچہ یہ وہ کلمات ہیں۔ جن کے متعلق مثل مشہور ہے۔ کہ ”مارتے کا ہاتھ پکڑا جا سکتا ہے۔ مگر کہتے کی زبان نہیں روکی جا سکتی“ خصوصاً جبکہ وہ اسیطرح بلا کسی حجت اور دلیل کے ایک گنگا رامی طوطے کیطرح جو سوائے اُن چند کلمات غیر مفہومہ کے جو اُسے سکھا دئیے ہوں۔ اور وہ اُن کو موقع و بے موقع جا و بیجا جب یاد آگئے دُہرا دیتا ہے۔ اور کچھ نہیں جانتا کہ میں نے کیا کہا۔ ٹھیک اسی طرح اس نوجوان آریہ نے بھی کہ میری باتوں کا جواب نہیں دیا گیا۔ وہ گلا پھاڑ پھاڑ کے مالا جپی کہ جس سے ہر عقلمند سامع نے سمجھ لیا تھا۔ کہ واقعی دہرم بیر کو اچیا جاپ میں کامل دستگاہ ہے۔ اُس کی اس اناپ شناپ سے دل میں بار بار گدگدی اُٹھتی تھی۔ اور جی یہ چاہتا تھا۔ کہ جس مُنہ سے ایسے فقرے نکلکر قند مکرر کا مزہ دیتے ہیں اُسمیں اگر شہد نہ ملے۔ تو تھوڑا گڑ ہی کہیں سے لاکر بھر دیا جائے۔ تاکہ شیریں زبانی میں قند سہ کرر کا مزہ آجائے۔ خیر پھر کبھی سہی۔ یار زندہ صحبت باقی۔

اب رہے مولوی صاحب کی جوابات وہ ایسے معقول اور با اصول تھے۔ جن کا ایک

ایک حرف لاجواب اور ایک ایک لفظ اپنی جامعیت میں صد کتاب تھا (جسکو ناظرین خود مطالعہ
کرکے داد دے سکتے ہیں) یہانتک کہ فریق ثانی کی مجال نہ تھی کہ اُسپر کوئی اعتراض وارد
کرسکے یا کوئی نیا سوال انہیں پیدا کرسکے۔ مولوی صاحب نے جس اعلیٰ قابلیت سے ان بیجا اعتراضات
کو اٹھایا ہے وہ خاص انہیں کا حصہ ہے۔ باوجود مولوی صاحب کی ایک بات کا بھی جواب نہ ملنے
کے مولانا نے یہ نہیں کہا کہ میری فلاں بات کا جواب تو دو۔ پھر جا و بیجا اعتراض کرنا مگر
نہیں یہ ایک عالم کی شان سے بہت بعید ہے کہ کسی سوال کے جواب میں مدمقابل کے خاموش
رہجانے پر اوسکو اتنے بڑے جلسہ میں شرمندہ کرے۔ یا الزامی جواب دیکر اس کی
کمزوری سے فائدہ اٹھائے۔ نہیں وہ قرآن مجید جیسی محکم کتاب کے وکیل تھے۔ جسکا ہر
مسئلہ ناقابل اعتراض اور ہر لفظ مسکت معترض ہے۔ اسکی خوبیوں اور تعلیم کو عام کرنیکی
بجائے وید کی دور از کار روایات کو الزاماً پیش کرکے خود بھی اُس جرم ناتجربہ کاری کے
مجرم بنتے جسکا کہ آریہ مناظر مرتکب ہوا۔ کیونکہ اگر آپ بغور اُن لاطائل و بیہودہ اعتراضات
کا تجزیہ کرینگے تو فوراً معلوم ہوجائیگا۔ کہ وہ نفس مضمون سے کتنی دور اور اصل مبحوث سے کتنے
خارج تھے۔ ان کا ذکر درمیان میں لانا اور ایسی غیر مربوط تقریر کرنا صاف بتلا رہا ہے
کہ آریہ مناظرین کا مبلغ علم کہاں تک ہے۔ اُن مجمع حاضرین سے یہ امر ہرگز پوشیدہ
نہ ہوگا۔ جو ہر دو مناظرین کی حرکات و سکنات کو بھی بغور ملاحظہ کرتے رہے ہیں کہ مولوی صاحب
کی رفعت و کوہ وقاری خود اس بات کو بتلا رہی تھی۔ کہ اس ساڑھے پانچ فٹ کے انسان
میں ایک بحر بیکران ہے جو لہریں مار رہا ہے۔ اگر دریا کو کوزے میں دیکھنا ہو تو مولوی
صاحب کو دیکھ لینا چاہئے۔ مگر دوسری طرف اس کے برعکس یہ حالت تھی۔ کہ گویا
ایک طفل نوخیز ہے۔ جو زمانے کے نشیب و فراز سے ناواقف محض ہے۔
خصوصاً علم اور مناظرہ کے میدان میں تو اس کا شبدیز سخن ایسی سکندری دکھاتا
ہے۔ کہ بڑے بھائی کی زمام گیری کے بغیر ایک رانی تو کجا۔ سبک خرامی بھی نہیں
کرسکتا۔ اگر ڈاکٹر لکشمی دت کی لقمہ رسانی کا کمشریٹ ایک لمحہ کو کتابوں کے
ٹرانسپورٹ میں مصروف ہوجاتا تھا تو اس سرِ سنگ آب نارسیدہ کا مضمون

تشنہ فوراً "اور لیجئے" اور دیکھئے" کے تکیہ کلام پر زبان ڈال دیتا تھا۔ اور وہ اوٹ پٹانگ ایسی باتیں شائیں کرنے لگتا تھا کہ حاضرین کو بے تامل ہنسی آجاتی تھی۔ یہاں تک کہ خدا خدا کر کے برادر لقمہ رسان دیانندی کتابی کی بکری کے تنورِ دریدہ دہن سے خودستائی اور بد لگامی کا ایک آدھ نوالہ پردہ گوش دھرم کی زبان نقل ترجمان تک پہنچا دیتا تھا۔ اور یہ مہاشے اپنی اسی طوطا رامی دہن میں بحث اور مضمون کے متعلق یا غیر متعلق کا فیصلہ کئے بغیر فوراً الٹ پٹ منفی جنتر سجان" کے مصداق موصولہ فقرے کو دُہرا دیتا تھا۔ اور یہ نہ جانتا تھا کہ اس کا دوسرا بڈ دو گرپڑ مہاشہ لوٹے ٹانگ " کا یہاں کچھ میل بھی ملے گا یا نہیں۔

مناظرین کی حالت کہ وقت تقریر ہر دو جانب کے مناظرین پر کیا گذرتی تھی یا اُن کے بشرے سے کیا ظاہر ہوتا تھا۔ اُس کا نقشہ جناب ملا طیب علی رسول بھائی نے حسب ذیل کھینچا ہے جس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں۔ اور جو اہلحدیث مورخہ ۳۰ اگست کے صفحہ ۷ میں درج ہے:-

مناظرین کا طرز تقریر | مولوی ثناء اللہ صاحب تمام پبلک کو مخاطب کر کے نہایت ہی فصاحت کے ساتھ تقریر فرماتے تھے۔ آپ کی تقریر مسلسل۔ لفظی تکرار اور حشویات سے پاک۔ نہایت شستہ اور پاکیزہ تھی۔ آپ کی آواز نہایت دلکش تھی۔ آپ کے لئے فریق ثانی کا جواب دینا بالکل آسان اور معمولی بات تھی۔ ہاں اتنی بات ضرور تھی کہ کہیں کہیں آپ کی تقریر زیادہ عالمانہ ہو جاتی تھی۔ جس کو جبل پور کے ہندو سمجھ نہ سکتے تھے۔ اور کہیں کہیں آپ جواب اتنے مختصر لفظوں میں دیتے تھے کہ سوائے ذی علم لوگوں کے عوام کا سمجھنا ذرا مشکل تھا۔ آپ کا لہجہ معتدل تھا۔ آپ کا برمحل کسی شعر کا پڑھنا لطف دیتا تھا۔

پنڈت کی تقریر کو تقریر کہنا لفظ تقریر کی توہین کرنا ہے۔ نہایت غیر مسلسل۔ جہاں فعل چاہئے وہاں مفعول۔ جہاں فاعل چاہئے وہاں فعل۔ تقریر کے وقت اس قدر گھبراہٹ طاری ہوتی تھی کہ کہنا کچھ چاہتے تھے اور

زبان سے کچھ نکلتا تھا۔ عربی کی معمولی سی عبارت بھی آپ صحیح نہیں پڑھ سکتے تھ
غلط پڑھنے پر کئی مرتبہ قہقہہ اڑایا گیا۔ عرق ندامت اسقدر نکلتا تھا کہ رومال سے
بار بار صاف کرنے پر بھی بند نہ ہوتا تھا۔ اکثر لغو حرکتیں کیا کرتے تھے۔ کبھی کوئی
کتاب اُٹھا لیتے اور پھر رکھ دیتے۔ اور اکثر آستینیں بھی چڑھایا کرتے تھے۔ اور
بجائے پبلک کو مخاطب کرنے کے مولوی صاحب کو خطاب کر کے فرمایا کرتے
کہ "مولوی صاحب ایسا کرتے ہیں مولوی صاحب کسی بات کا جواب نہیں دیتے"
یہ موخرالذکر فقرہ آپ کا تکیہ کلام تھا۔ ہر تقریر میں ۵ سے ۱۰ مرتبہ تک یہ فقرہ
کہا جاتا تھا۔ آواز بلند مگر دلکش نہ تھی۔ آپ اشعار نہایت بے موقع اور حلہ کُن
پڑھتے تھے۔ سوال کا جواب دینا نہایت بار معلوم ہوتا تھا۔ مگر اعتراضات کرتے
وقت نہایت جوش میں آجاتے تھے۔ اور ہر اعتراض کو کئی کئی بار دُہرایا کرتے
تھے۔

پنڈت لکشمی دت کی تقریر آپ کی تقریر بالکل غیر مربوط ٹوٹی ہوئی زنجیر کی طرح تھی جس کی
ہر کڑی الگ الگ تھی۔ آپ فارسی عربی الفاظ کا تلفظ صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتے
تھے۔ پبلک پر اثر ڈالنے کی نیت سے بڑے زور سے چیخ چیخ کر تقریر فرماتے تھے
یہاں تک کہ بعض اوقات آپکا آواز بھرا جاتا تھا۔ آپ کی پیشانی بھی عرق ندامت کی
رہین منت تھی۔ ہر سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ پر گھبراہٹ کا عالم طاری
ہوتا اور آواز بالکل پست ہو جاتا تھا۔ مگر اعتراضات کرتے وقت آپ جوش میں
آجاتے اور آواز اسقدر بلند ہوتا کہ الامان۔ ہر اعتراض کو مکرر سہ کرر فرمایا
کرتے تھے۔ آپ کا آواز کچھ اچھا نہ تھا لہجہ نہایت سخت تھا اتنی متانت آپ میں ضرور
ضرور تھی کہ سوائے آخری تقریر کے کسی وقت آپ سے کوئی لغو حرکت سرزد
نہیں ہوئی۔ آپ کی شعر خوانی سے اشعار کی مٹی پلید ہوتی تھی۔ آپ متعدد اعتراضات
ایک پرچہ پر قلمبند کر کے لاتے تھے اُس پرچہ کو پیش نظر رکھکر مثل سبق کے
پڑھا کرتے تھے۔ جس سے تقریر میں کچھ زور پیدا نہ ہوتا تھا۔

میں نے ہر سہ مقررین کا طرز بیان منصفانہ جیسا دیکھا اور سُنا قلمبند کر دیا ہے۔ اب
اثبات کا فیصلہ کہ کس مقرر کو کامیابی ہوگی۔ ناظرین پر چھوڑتا ہوں۔

(طبیب علی عبدالرسول ممبر مجلس مناظرہ جبلپور)

خدا خدا کر کے ۱۶۔ مئی ۱۵ء کا دن آیا جس کی شب کو مناظرہ شروع ہونے والا تھا
اُس روز بڑی تگ و دو اور دوسری یاددہانی پر دن کے ڈیڑھ بجے سکرٹری آریہ
سماج کا جواب نامہ آیا جس میں خاکسار کو مع مناظرین کے ہتکارنی ہائی سکول کے
بورڈنگ ہاؤس میں طلب کیا گیا تھا (جہاں کہ سماجی مناظر فرد کش تھے) تاکہ فریقین اپنی
اپنی مسلمہ کتب کی فہرست ایک دوسرے کو دیدیں اور وہ شرائط جو مناظرین کی
رائے پر موقوف ہیں طے کر لی جائیں۔ نیز شرط نمبر ۱۲ کے مطابق اگر کسی طے شدہ
شرط یا شرائط میں مناظرین کو ترمیم کرنی منظور ہو تو وہ وقت مناظرہ سے پہلے پہلے
فیصل ہو جائیں۔

چنانچہ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب نے مولوی محمد ابوالقاسم صاحب بنارسی اور مولوی
محمد صدیق صاحب مظفر پوری کو خاکسار کے ہمراہ بھیجا (تاکہ تمام ضروری امور اور مسلمات
پیش ہو کر طے ہو جائیں) اور ہم تین بجے مقام مذکور پر پہنچ گئے۔ اس جگہ پنڈت
لکشمی دت صاحب پنڈت دہرم بیر صاحب اور اُن کے تیسرے بھائی۔ نیز
برہمانند صاحب شرما اور شادی رام صاحب پریسیڈنٹ آریہ سماج وغیرہ
وغیرہ موجود تھے۔ سب سے پہلے پنڈت لکشمی دت صاحب نے مولوی ابوالقاسم
صاحب سے فہرست طلب کی۔ جس پر مولوی صاحب موصوف نے قرآن مجید اور
صحیح بخاری کو پیش کیا۔ پنڈت صاحب موصوف نے کہا کہ کیا صحیح مسلم کو بھی مسلمات
سے خارج کر دیا گیا ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ نہیں ہرگز نہیں۔ مگر صحیح مسلم
کے جامع نے احادیث جمع کرتے وقت اُس احتیاط کو نہیں برتا جس کو جامع
بخاری نے ملحوظ رکھا ہے۔ اس وجہ سے صحیح مسلم کی روایات پر قبل از قبول کسی
قدر تنقیدی نظر ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور وہ ہر شخص کے اس تھوڑے سے

سے عرصہ میں پبلک کے روبرو سوائے وقت کا خون کرنے کے آپ کے لئے کچھ زیادہ مفید نہ ہوگی۔ اس پر پنڈت صاحب کی طرف سے اصرار ہوا تو مولوی ابوالقاسم صاحب نے مولوی محمد صدیق صاحب کو مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب کے پاس روانہ کیا کہ کیا صحیح مسلم فہرست میں داخل کردیجائے۔ جبکے واسطے آریہ مناظرین مُصر ہیں۔

جبکہ ہم مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب کے جواب کے منتظر تھے میں نے پنڈت لکشمی دت صاحب سے کہا کہ براہ مہربانی جواب آنے تک آپ اپنی مسلمہ کتب کی فہرست عنایت کر دیجئے تاکہ وقت ضایع نہ ہو۔ مگر پنڈت صاحب یہی رد و قدح کرتے رہے کہ مولوی صاحب کا جواب آنے دیجئے۔ میں فہرست دیتا ہوں۔ مگر سوامی برہمانند جی شرما نے کہا کہ بہتر ہوگا کہ ہم اپنی فہرست دیدیں۔ مولوی صاحب کا جواب بھی آجائیگا۔ تب پنڈت صاحب نے پنڈت دہرم بیر صاحب سے کہا کہ چاروں وید۔ چھ شاستر اور دسوں اپنشد آپ لکھ دیجئے۔ اسپر میں نے پنڈت صاحب سے کہا کہ کیا مہرشی سوامی دیانند صاحب کی تصانیف قابل تسلیم نہیں رہی ہیں۔ تو اسپر پنڈت صاحب نے جواب دیا کہ نہیں صرف ویدہی ستہ پرمانیہ (مسلم الثبوت) ہیں میں نے پنڈت صاحب سے پھر کہا کہ جناب یہ تو ضرور ہے کہ وید ستہ پرمانیہ ہیں لیکن وہ مہرشی شری ۱۰۸ جو ویدوں کے پرچار کا باعث ہے۔ اور آپ جیسے تمام آریہ صاحبان کو اصلی ویدک آنکھیں بصورت ستیارتھ پرکاش رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا کے عطا کرنے والا ہے۔ افسوس کہ آج اُسکی وہی تصانیف کہ جنکی روشنی کے دوبارا ویدک نور آپ تک پہنچا ہے۔ اُن سے بھی گریز ہے۔ العجب ثم للعجب۔

اس کا مکرر جواب پنڈت صاحب نے یہی دیا کہ نہیں ہم سوائے ویدوں کے اور کسی کتاب کو خواہ وہ کسی کی تصنیف کیوں نہو۔ مسلم نہیں جانتے ہیں۔ اور ہاں وہ کتاب جو ویدوں کے انکول (مطابق) ہوگی تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ حتیٰ کہ آپ لوگوں کے قرآن شریف کی وہ آیات کہ جو ویدوں کے انکول ہیں ہم اُن کو ماننے

ہیں۔ اور قبول کرتے ہیں۔ اسپر خاکسار نے جواب دیا کہ بارک اللہ کہ جناب کلام مجید
کی بھی آیات کو ویدانکول خیال کرتے ہیں۔ اور نہ صرف خیال کرتے ہیں بلکہ ماننے کی
لئے تیار ہیں۔ شاباش پنڈت صاحب۔ مگر آپ کا ستیارتھ پرکاش اور رگ وید
آدی بھاشیہ بھومکا کو اپنی مسلمہ فہرست سے خارج کرنا ثابت کرتا ہے کہ یہ دونوں کتابیں
سوامی دیانند کی وید کے مطابق نہیں ہیں۔ بلکہ وید کے مخالف ہیں۔ اس فقرے پر
سوامی برہمانند صاحب کی رگ حمیت جوش میں آگئی اور اپنے انیہ سوامی کی تصنیف پر
نہ ماننے کی وجہ سے دل ہی دل میں (برداشتہ خاطر فوراً ہی کاغذ قلم اور دوات لیکر
ایک فہرست جس میں مذکورہ بالا کتب کے ساتھ ان دونوں کتابوں کو بھی اپنے دھرم
سے شامل کر دیا۔ لیکن پنڈت لکشمی دت چونکہ واقف تھے کہ یہ دونوں کتابیں ڈگھتے
پھوڑے ہیں۔ اگر انہیں فہرست میں شامل کر دیا تو بس مصیبت ہی ہے۔ پھر تو
اعتراضات کی وہ بھرمار ہوگی کہ اللہ دے اور بندہ لے۔ لہٰذا پنڈت صاحب
موصوف نے اُس فہرست کو پھاڑ ڈالا۔ اور رگ وید بھاشیہ اور ستیارتھ پرکاش کو
بالکل ہی خارج کر دیا۔ اور صرف ویدوں ہی کو رہنے دیا۔ کیونکہ وید تو ملنس فوڈ
(Melons Food) کی طرح (Untuched by hand) اچھوت
ہیں۔ پس انہی کو پیش کیا۔ کیونکہ ان در ہائے ناسفتہ و یتیم[1] میں ہنوز کوئی (غیر ہندی)
نے رشتہ تعلیم و تعلم جاری نہیں کیا۔ اسلئے ان کے مضامین خواتین مستورہ کی طرح
اذہان انسان خصوصاً مسلمانوں کی دستبرد سے نہ صرف محفوظ بلکہ معصوم ہیں۔ گو علمائے
یورپ مثل گریفتھ صاحب میکس مولر صاحب وغیرہ کا دست تشویق ان کے مطالب دلوانے
تک پہنچ چکا ہے۔ مگر آریہ سماج کے نقطۂ نگاہ میں ابھی تک اِس خلوت و جلوت کے
ہم پہنچ ہونے پر بھی اِن مستشرقین کا کلک خیال ویدوں کے شاہد ان معانی تک ہرگز نہیں پہنچا
خود مہرشی سوامی دیانند شری ۱۰۸ ابھی باوجود تلقین نیوگ ویدک ازدواج اربعہ پر قابو
نہ پاسکے۔ دھرم وید کے دو حصے ہیں اور آریہ صاحبان صرف ایک ہی حصہ کو مانتے

[1] چونکہ ویدوں کے مصنف نامعلوم اور گمنام ہیں اسلئے اُن کو یتیم کہنا عین عزت ہے۔

ہیں) اور محض ڈیڑھ اینٹ کا سماج مندر (یعنی ڈیڑھ وید کا ترجمہ) جداگانہ بنا کر چھوڑ گئے۔(ڈیڑھ اینٹ کی مسجد تو خدا جانے کیوں غلط مشہور ہوئی۔مگر یہ صحیح معنوں میں ڈیڑھ اینٹ کا مندر ہے) جس میں تمام برہمانڈ تو کجا۔محض چند ہزار آریوں کے لئے بھی ع

"نہ سند میاکی جا ہے نہ جائے ہون ہے"

کے مصداق اب تک نیوگ جیسے مقدس اور متبرک اصول کی علانیہ دہرم پالن نہیں کر سکتے تو پھر مسلمان بیچارے ایسے کہاں کے مرد تھے کہ سنسکرت کی چار دیواری کو توڑ کر ان مخدرات معانی کی پردہ دری کر کے حصول مطالب کے وصال نشاط انگیز سے بہرہ اندوز ہو سکتے۔ناممکن!) یہ کیفیت دیکھکر خاکسار اور مولوی ابو القاسم صاحب کی یہ رائے ہوئی کہ جب یہ لوگ خود سوامی دیانند کی تصنیفات کو خارج از فہرست کئے دیتے ہیں۔جنکے برائے نام نام لیوا بنے ہوئے ہیں۔ورنہ مطلب سعدی دیگر است (کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں) تو ہم کیوں کلام مجید کے علاوہ دوسری کتب احادیث کو شامل فہرست کریں۔کیونکہ مناظرہ تمام فرقہ ہائے اہل اسلام کی جانب سے ہے نہ کہ محض اہل حدیث یا اہل سنت یا فرقہ شیعہ کی طرف سے۔ پس ہم نے قرآن شریف کو جو کہ تمام فرقہ ہائے اسلام کا مسلمہ ہے رہنے دیا۔اگرچہ مولانا ابو الوفا صاحب کا جواب بھی آ گیا کہ صحیح مسلم کو بھی داخل فہرست کر دو۔مگر ہم نے باوجود مولانا موصوف کی فہمائش کے صرف قرآن مجید ہی کو پیش کیا۔

پھر نیوگ کے مقابلہ میں نکاح ثانی کی بجائے حلالہ کو مقرر کئے جانے پر آریہ صاحبان کی طرف سے زور دیا گیا جس کو مولوی ابو القاسم صاحب نے منظور کر لیا۔اس کے بعد مسلمانوں کی جانب سے تقاریر مباحثہ کو تحریر میں لا کر مناظرین کے دستخط ہونے پر مولوی صاحب کی جانب سے بے حد اصرار کیا گیا۔مگر پنڈت لکشمی دت صاحب نے ایک لفظ "نہیں" کے سوا ہو لے سے بھی "ہاں" نہ کی۔یہانتک کہ تین بجے سے شام کے چھ بج گئے مگر سماجی مناظرین میں سے کوئی ایک بھی تحریری مناظرہ پر راضی نہ ہوا۔مسلمانوں کی جانب سے جس قدر اصرار ہوتا تھا۔آریہ صاحبان کی طرف سے

اُنھی قدر انکار۔

(ناظرین! واضح ہو کہ مولانا ابو الوفا صاحب نے دوسرے روز کے مناظرہ میں
جبکہ دس ہزار ہندو اور مسلمان جمع تھے بڑے زور شور سے کہا کہ اب بھی مناظرہ تحریری
کر لو۔ مگر آریہ مناظرین نے سانس تک نہ لی اور منظور نہ کیا پر نہ کیا۔ اس پر نہایت دلیری سے
مناظرہ شایع کیا جاتا ہے۔ اور شیخیاں بگھاری جاتی ہیں۔ لمبے چوڑے مضمون اخباروں
میں نکالے جاتے ہیں کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ کاش ایسے مضمون لکھنے والوں
اور سفید جھوٹ بولنے والوں کو کچھ تو ایشور کا خوف ہوتا۔ اگر ایشور کا خوف نہیں تو
اُس قانون کا خوف ضرور کرنا چاہئے جو ایسے صریح جھوٹ کے واسطے بہت سی
جونوں کا حکم کہلائیگا۔ لیکن عادی مجرم ایسے نصایح کی کیا پروا کرتے ہیں۔ اور سمجھتے
ہیں کہ سزا تو بھگتنی ہے پھر تھوڑی ہوئی تو کیا۔ اور بہت ہوئی تو کیا۔ مگر ہم اپنے
آریہ دوستوں کو جو ہر طرف بے پر کی اُڑاتے پھرتے ہیں چیلنج دیتے ہیں کہ ہمت
ہے تو آؤ پھر ایک دفعہ تحریری مناظرہ کر لو۔ اگر سچے ہو گے تو پھر بازی تمہارے ہاتھ
ہے۔ ورنہ یوں ہی باد ہوائی باتیں بنانے سے کیا نتیجہ) آخر عصر کا وقت تنگ ہوتے
دیکھکر بغیر کسی مزید فیصلے کے علمائے کرام اپنی جائے قیام پر آریہ مناظرین کی چالاکی
اور سچائی سے گریز کرنے پر افسوس کرتے ہوئے واپس آگئے اور شام کو سات
بجے کے بجائے آٹھ بجے سے تقریری مناظرہ شروع ہو کر پونے دس بجے صدر
صاحب (پادری ہیسلی صاحب) کی غلط فہمی سے جلسہ ختم ہوا۔ گو یہ غلط فہمی رفع
ہو سکتی تھی۔ مگر آریہ صاحبان کی چالاکی سے نہ ہو سکی۔ دیکھو صفحہ ۱۶-۱۷-
شرط مناظرہ یہ تھی کہ ہر شب کا جلسہ مجیب کی تقریر پر ختم ہو گا۔ اور چونکہ آج کی تقریر
([illegible] مئی [illegible]) میں آریہ صاحبان سائل اور علمائے اسلام مجیب تھے۔ اس لئے
جلسہ کا خاتمہ مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب کی تقریر پر ہونا چاہئے تھا۔ جس کو جناب
صدر صاحب نے بھی مان لیا تھا۔ مگر جب جلسہ خاتمہ کے قریب آیا تو آریہ صاحبان
نے یہ دیکھا کہ پنڈت دھرم بیر کی تقریر چونکہ گر رہی ہے اور اسلام کی

صریح فتح ہے - اب اگر کہیں آخری تقریر کا موقع مولوی صاحب کو ملا تو ہماری رہی سہی عزت بھی خاک میں مل جائیگی - اور اگر کچھ آریہ اس جلسہ میں مسلمان ہو گئے (جیسی کہ توقع تھی) تو بہت ہی کرکری ہوگی - کیونکہ جلسہ کا سماں ہی ایسا بندھا تھا - کہ اگر آریہ جہال صاحب پریزیڈنٹ کو غلط فہمی میں امداد دیکر جلسہ کو درہم و برہم نہ کراتے تو دس بیس ہندو اور چار پانچ آریہ ضرور مسلمان ہو جاتے - غالباً پنڈت لکشمی دت اس خیال کو بھانپ گیا تھا - پس اٹھا اور صاحب پریزیڈنٹ کو سمجھانے لگا - چونکہ پہلی تقریر آج علماء اسلام نے کی ہے - اسلئے آخری تقریر آریہ کریں گے - نہ معلوم پادری صاحب کس خیال میں تھے کہ وہ فوراً مان گئے - اور کہنے لگے کہ ہاں ہم جانتے ہیں - آج پہلی تقریر مولوی صاحب کی ہوئی ہے اس لئے آخری تقریر آریہ لوگ کی ہوگی - اسپر مولوی صاحب نے بہتیرا سمجھایا اور دلائل دیئے کہ مدعی کو آخری تقریر کا حق عدالت سے بھی ملتا ہے - مگر صدر صاحب نے ایک نہ سنی - اور جب مولوی صاحب نے حاضرین جلسہ کو مضمون بالا کا مطلب کو سمجھایا (کہ ہر جلسہ مجیب کے جواب پر ختم ہوگا) اور پبلک سے رائے دریافت کی تو روٹھ گئے کہ آپ ہمارے فیصلہ کو نہیں مانتے تو ہم چلے جاتے ہیں اس رد و قدح میں جلسہ کا رنگ بگڑ گیا - اہل اسلام تو اس فیصلے سے برہم ہو گئے اور آریہ صاحبان کو موقع ملا کہ بھاگ نکلو کہیں ایسا نہ ہو کہ اسوقت صدر صاحب اصلی مطلب سمجھ کر مولوی صاحب کو آخری تقریر کا موقع دیدیں تو مصیبت ہوگی - لہٰذا وقت پورا ہونے سے پاؤ گھنٹہ پہلے ہی چلنے کی تیاری کرنے لگو - اس حالت کو دیکھکر صدر صاحب نے بھی مناسب جانا کہ جلسہ ختم کر دیا جائے - آخر جب پادری صاحب نے دیکھا کہ مسلمان میرے اس فیصلہ سے ناراض ہیں تو کہنے لگے کہ اچھا تم دونوں فریق کل دس بجے ہمارے بنگلہ پر آؤ اور ہم کو سمجھاؤ کہ کس طرح پہلی اور آخری تقریر مسلمانوں کا حق ہو سکتی ہے - ہم اس کو سراسر انصاف کے خلاف سمجھتے ہیں - اور ہم خیال کرتے ہیں کہ مولوی صاحب اس کو ضرور مانیں گے اور ہمارے فیصلہ پر ناراض نہیں ہونگے -

خیر - دوسرے دن مولانا ابوالوفاء اسلامی مناظر کو جانے کی تکلیف نہ دی
گئی ہم چند کس صدر صاحب کے بنگلہ پر پہنچے تو وہاں پر آریہ صاحبان دس بجے
سے پہلے ہی پہنچے ہوئے تھے - اور گفتگو اسی بات پر ہو رہی تھی کہ ملہم یا رسول
کی شناخت کا مسئلہ اشتعال انگیز ہے - اور اسی طرح نیوگ کا مضمون بھی مسلمانوں
کی طرف سے فحش طریقے سے پیش کیا جائیگا - جس سے امن شکنی کا اندیشہ
ہے لہذا پادری صاحب نے کہا اچھا ہوا کہ آپ لوگ بھی آ گئے - ہمارا ایسا خیال
ہے کہ ملہم یا رسول کی شناخت اور نیوگ یہہ ایسے مضمون ہیں جن سے ہم کو امن
ٹوٹنے کا خوف ہے - اس لئے ہم دوستانہ مشورہ دیتے ہیں - ایسا خیال مت
کرو کہ آریہ سماج کہتا ہے - بلکہ ہم خود فرینڈلی (دوستانہ) کہتے ہیں - کہ ان دونو
مضمونوں کو نکال دیا جائے تو بہتر ہے - آگے جیسی تمہاری مرضی - کیونکہ تم
لوگوں نے روپیہ لگایا ہے - دوسری بات ہم تم کو یہ بتلاتے ہیں - کہ بیشک
ان مسلمانوں کو آخری تقریر ملنا چاہیئے تھی - اب ہم ہمیشہ مدعی کو آخری تقریر کا موقع
دینگے - کیوں یہ ٹھیک ہے :
ضرور اب پادری صاحب کی طرف سے دوستانہ مشورہ تھا کہ یہ دونوں مضمون
نکال دیئے جائیں - مگر ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اصل معاملہ کیا تھا - اور آریہ صاحبان
وقت مقررہ سے پیشتر کیوں پہنچے تھے اور کیا کچھ پادری صاحب سے کہا تھا - اس کا
فیصلہ ہم ناظرین کرام پر چھوڑتے ہیں - پس جب ہمنے دیکھا کہ یہ مضمون تو خارج از بحث
کئے جاتے ہیں جس سے سوامی دیانند جی کی ذات والا صفات اور نیوگ کی حقیقت
کو بچایا جاتا ہے - تو ہم نے یہ جواب دیا کہ یہہ مضامین مناظرہ سب کمیٹی کی منظوری سے
مقرر ہو کر فریقین کے دستخطوں سے طے ہو چکے ہیں - اسلئے ہمارا یہاں پر بلا مشورہ
سب کمیٹی ان کو نکال دینا علماء مسلمانوں کی رائے کی حقارت کرنا ہے - اور آریہ
صاحبان کا بغلیں بجانے کا موقع - جسپر ڈاکٹر لکشمی دت صاحب نے کہا - نہیں صاحب
ہرگز نہیں - ہم کبھی یہ نہ کہینگے کہ ہمنے ان مضامین کو خارج کرایا ہے بلکہ یہ تو پادری صاحب

دور اندیشی سے فرماتے ہیں۔ اور چونکہ وہ یہاں کے رہنے والے ہیں۔ اس لئے وہی خوب جانتے ہیں کہ عوام کس بات سے مشتعل ہوجائیں گے۔ پس ہم کو اُن کا مشورہ ماننا ضروری ہے۔ لہٰذا تم کو اختیار ہے کہ رات کی طرح خواہ صدر صاحب کے حکم کی توہین کرو یا اُن کے عاقلانہ مشورے کو مان کر خیر اندیشی کا ثبوت دو۔ ہمنے جواب دیا کہ آپ ان باتوں کو رہنے دیجئے ہمیں بتانے نہیں۔ اور پادری صاحب نے کہدیا کہ ہم چار بجے شام کے اسکے متعلق جو جواب ہوگا آپ کے پاس بھیجدینگے اور اگر آپ کو ہماری امن کی ذمہ واری لے لینے پر بھی امن شکنی کا خدشہ لگا ہوا ہے تو مناظرہ تحریری کردیا جائے۔ جس سے کوئی بھی خطرہ باقی نہ رہیگا۔ اور نہ ہی ہمارے پنڈت صاحب کو شکایت باقی رہے گی کہ میری فلاں تقریر کا جواب نہیں ہوا۔ اور نہ مولوی صاحب کو اس بات کا موقع ملے گا کہ میں ہر بات کا جواب دئے جاتا ہوں غرض کہ تحریری مناظرہ میں ہر طرح کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اس پر ڈاکٹر لکشمی دت صاحب فوراً بول اُٹھے کہ تحریر میں پبلک کا وقت ضایع ہوگا۔ اس لئے تحریری مناظرہ فضول چیز ہے۔ اسپر ہماری جانب سے جواب دیا گیا کہ نہیں جواب تقریری ہوگا مگر ایسے طرز سے کہ املائ کے طور پر لکھا جا سکے اور پھر دوبارہ پڑھکر سنا دیا جائے۔ اس سے پبلک برداشتہ خاطر نہیں ہوگی۔ مگر ڈاکٹر صاحب اور اُن کے ہمراہیوں نے اسے بھی قبول نہ کیا۔ اور قبول کیسے کرتے۔ تحریری مناظرہ اہل اسلام سے کارے وارد۔ دیوریہ اور نگینہ کا تجربہ مانع ہوگا۔ صدر صاحب اسپر اگرچہ مائل بھی ہونے لگے تھے۔ مگر آریہ صاحبان نے کہا کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگر تحریری مناظرہ کرنا ہے تو پھر کبھی سہی۔ اسوقت تو تقریری مناظرہ ہوگا۔

نوٹ:۔ ہم منتظر ہیں کہ وہ "پھر کبھی سہی" آریہ صاحبان کی طرف سے کب پورا ہوتا ہے جس کی امید اس جون میں تو رکھنی فضول ہے۔ اگلے جون میں دیکھا جائے گا۔ کیونکہ یہ جون تو صرف شیخی بگھارنے کے لئے ہے۔ نہ کہ تحقیق حق و صداقت کے لئے۔ اگر صداقت ہوتی تو منظور کرتے۔ (مؤلف)

ہم جو اسقدر فاصلہ سے آئے ہیں تقریر کے واسطے - تحریری مباحثہ اخبارات میں ہمیشہ ہوتا ہے - غرضکہ بارہ بجے ہم واپس چلے آئے - ڈھائی بجے کوتوال شہر جناب ڈپٹی سید منظور احمد صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب کا حکم لیکر پہنچے کہ کمترین کو معہ علماء مناظرین و خانصاحب جہانگیر خاں صاحب و مولوی محمد یٰسین صاحب کے صاحب ضلع نے اپنے دفتر میں بلایا ہے - لہذا ہم سب ساڑھے تین بجے ڈپٹی کمشنر صاحب کے دفتر میں پہنچے تو دیکھا کہ آریہ صاحبان بھی پہلے سے دراجمان ہیں - اور صاحب ضلع مع کپتان صاحب پولیس رونق افروز ہیں - جب ہم پہنچے تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے خاکسار سے دریافت کیا کہ تم نے مناظرہ کس کے حکم سے کیا - بندہ نے جواب دیا کہ حضور کے حکم سے - جسپر انہوں نے فرمایا کہ ہمنے اتنے دن کی اجازت کبھی نہیں دی - ہم نے تمکو مئی کے مہینے میں اجازت دی تھی اور یہ جون کا مہینا ہے - تم کو ہم سے دوبارہ اجازت حاصل کرنا چاہیے تھا - اسپر کمترین نے عرض کی کہ حضور مناظرہ شروع تو مئی کے مہینے میں کر دیا گیا - مگر ہاں اسکے باقی دن جون کے مہینے میں آپڑے ہیں - امید کہ حضور اس کی اب اجازت عطا فرمائیں گے اسپر ڈپٹی کمشنر صاحب نے فرمایا کہ کیا تم کو مہینوں مناظرہ کرنے کی اجازت چاہیے - ہم کبھی اتنی لمبی اجازت نہیں دینگے - اچھا ہم صرف تین روز کی اجازت دیتے ہیں - جس میں سے ایک دن کل کل گذر گیا دو دن اور باقی ہیں - اس میں ایسے مضامین مقرر کرو جن میں جھگڑا نہ ہو - اور پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کل رات کو صدر صاحب کا حکم کیوں نہیں مانا - مولوی صاحب نے جواب دیا میںنے صدر کے حکم کا عدول نہیں کیا ہے - کیونکہ میرا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا - بلکہ ان سے عرض کی تھی کہ مدعی کو آخری تقریر کا حق ملنا چاہیے - اسپر صاحب ضلع نے ارشاد فرمایا صدر صاحب کے فیصلہ کو آخری فیصلہ سمجھنا چاہیے - اور پبلک سے کبھی اپیل نہ کرنا چاہیے - پھر سکرٹری آریہ سماج نے کہا کہ صدر صاحب کی رائے ہے کہ الہام کی شناخت اور نیوگ یہ ایسے مسئلے ہیں کہ امن ٹوٹنے کا اندیشہ ہے - لہذا وہ چاہتے ہیں کہ ان دونوں مضامین

کو نکالدیا جائے۔ اور صرف وہ علمی مضمون کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے یا ویدک دھرم اور تناسخ رہنے دئے جائیں تو بہتر ہے۔ مگر مسلمان نہیں مانتے۔ اسپر صاحب ڈپٹی کمشنر نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ صدر صاحب کا حکم سب کو ماننا ہوگا اس کے بعد ہم صاحب ضلع سے رخصت ہوکر پادری ہنسلی (صدر) صاحب کے بنگلہ کو روانہ ہوئے۔ تاکہ اُنہیں ڈپٹی کمشنر صاحب کے حکم کی اور مسئلہ نیوگ اور الہم کی شناخت کو خارج از بحث کرنے کی اطلاع دیں۔ مگر ابھی ہم بنگلہ کے پھاٹک میں داخل ہوئے تھے کہ ڈپٹی کمشنر صاحب اور کپتان صاحب پولیس پادری صاحب سے ملکر جاتے ہوئے ملے۔ جب ہم پادری صاحب سے ملے اُنہوں نے ہم کو دیکھتے ہی کہدیا کہ ڈپٹی کمشنر اور کپتان صاحبان سے ہمکو سب بات معلوم ہوگئی ہے۔ اور ہم بہت خوش ہوئے کہ مسلمانوں نے ازراہ مہربانی و مہمان نوازی آخری تقریر آریہ لوگوں کو دیدی۔ اور ہم کو امید تھی کہ مسلمان لوگوں نے جب سب خرچہ اور امن اپنے ذمہ لیا ہے تو ایک چھوٹی سی بات کے لئے اپنے آریہ بھائیوں کو ناراض نہیں کرینگے۔ اور اب ہم آج پہلی اور آخری تقریر دونوں مولوی صاحب کو دیں گے۔ کیونکہ کل ہم کو غلط فہمی ہوگئی تھی۔ اس لئے مولوی صاحب اس کا کچھ خیال نہ کریں۔

پادری صاحب سے رخصت ہوکر ہم واپس آئے اور شام کو دوسرے دن کا مناظرہ شروع کرنے کو جائے مناظرہ میں پہنچے۔ اور آٹھ بجے مناظرہ شروع ہوا۔ ابھی صرف ایک گھنٹہ تقریریں ہونے پائی تھیں۔ اور مولوی صاحب کی تقریر کا اثر ایسا پڑا ہوا تھا کہ آریہ مناظر حیران اور پریشان تھا کہ اچانک بارش ہونے لگی۔ اور بارش بھی اس زور سے ہوئی کہ جلسہ کا جاری رکھنا ناممکن ہوگیا۔ ورنہ آج تو آریوں کی وہ گرگری ہوتی کہ کبھی بھول کر بھی مولانا ابوالوفاء کے سامنے نہ آتے۔ مگر بارش نے آج بھی اُن کی آبرو رکھہ لی۔ اور علمائے اسلام کے جانے سے قبل ہی وہ چلدیئے

ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔

اب تیسرا دن (یعنی ۲۔ جون ۱۹۰۵ء) آیا۔ پادری صاحب نے پہلے ایک گھنٹہ
گذشتہ رات کے مضمون کے لئے دیا۔ آج بھی دھرم بیر کی تقریر بہت گری ہوئی
رہی۔ جسکو پادری صاحب صدر جلسہ اور تمام پبلک نے مان لیا۔ اور پنڈت
لکشمی دت نے بھی سمجھ لیا کہ اسلام کی فتح رہی ہے۔ اسلئے تناسخ پر دھرم بیر کو بولنے
نہ دیا جائے۔ ورنہ اب آخری موقع ہے۔ اب بھی اسلام کی اسی طرح برتری رہی تو
ایسا نہ ہو کہ جبل پور سے آریہ سماج بالکل ہٹ جائے۔ اس لئے لاؤ میں خود
بولوں۔ اگرچہ تقریر تو کر نہیں سکتا مگر پھر بھی بمصداق ع:۔

گو لاکھہ بے سُرا ہوں مگر چیتا تو ہوں

دہائیں دھرم بیر سے زیادہ کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اسکا ثبوت اُس نے
کھڑے ہوتے ہی دینا شروع کر دیا۔ کہ دس منٹ کا تو وقت تھا اُس میں ثبوت
تناسخ کے بدلے اُس نے گیارہ اعتراض کر ڈالے جنمیں سے ایک بھی
بحث کے متعلق نہ تھا۔ بلکہ ایک دو کو سے بھی کوئی تعلق نہ تھا۔ اس لئے
اُس چھکڑے کی طرح جو میل ٹرین کی آمد کی آواز سے بھاگا جاتا ہے اور اونچا
نیچا کچھ نہیں دیکھتا اپنی تقریر کا بے تکا پن ویسے ہی ظاہر کیا۔ (دیکھو آخری تقریر
کا شروع) اور وہ آخری تقریر ملاحظہ کیجئے۔ جو مولانا ثناء اللہ کی فیاضی نے انکو
عطا کی تھی۔ وہ مضمون مناظرہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ بلکہ تمام دنوں کی تقاریر
پر ایک حامیانہ ریویو ہے۔ یہ محض اس خیال سے کیا گیا تھا کہ دھرم بیر کی اور
میری تقریر میں جو کمزوری رہ گئی ہے اور جسکا اثر پبلک کے دلوں پر پڑ چکا
ہے اُسے اپنی اس غلط بیانی خارج از بحث تقریر سے دھونا چاہئے۔ کیونکہ
اب مولوی صاحب کو تو موقع ملیگا نہیں۔ جو تردید کریں گے۔ اسلئے ہر جا و
بیجا غلط در غلط کذب علی الکذب جو کہا جا سکے کہہ ڈالو۔ اور اہل اسلام کی
مہمان نوازانہ عنایت سے جتنا ناجائز فائدہ اُٹھایا جا سکے اُٹھالو۔

اب ناظرین خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ فتح کس کی ہوئی اور شکست کس کی

اور کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ کس کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ؕ

نقل شرائط نامہ جو منجانب اہل اسلام آریہ سماج کو چھٹی نمبر ۱ کیساتھ بھیجا گیا

(۱) مضامین:۔ (الف) توحید فی الصفات باری تعالیٰ یا قدم روح و مادہ۔

(ب) ملہم یا رسول کی ضرورت اور اُس کی شناخت۔

(ت) تناسخ یا جزا و سزا۔

(ث) نکاح ثانی یا نیوگ۔

(ج) ویدک دھرم عالمگیر ہے یا دین اسلام۔

(۲) ہر ایک مضمون کے لئے دو دن دیئے جاینگے۔ ایک دن آریہ صاحبان سائل اور علمائے اسلام مجیب ہونگے اور دوسرے دن عکس۔

(۳) ایک مضمون پر اگر بحث قابل تشفی نہ ہوئی اور عام لوگ فریقین اور صدر جلسہ خواہش ظاہر کریں تو ایک دن اور اسی مضمون پر بحث ہو سکتی ہے۔ اس طرح کم از کم دس دن اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن تک جلسہ ہوگا۔

(۴) ۲۰ ماہ مئی ۱۹۱۵ء سے بحث شروع ہوگی۔

(۵) وقت ساڑھے سات بجے شام سے ساڑھے دس تک۔

(۶) جائے مناظرہ انجمن اسلامیہ بور ٹونگ ہاوس۔

(۷) پادری براؤن صاحب صدر مقرر ہوں یا پادری ہنلی صاحب۔ جنکا کام یہ ہوگا کہ فریقین کو اگر بد تہذیبی کریں تو منع کریں۔ وقت کی پابندی کرانا۔ خلط مبحث نہ ہونے دینا اور بحث میں تہذیب کا رکھنا۔

(۸) ہر جلسہ مجیب کے جواب پر ختم ہوگا۔

(۹) فریقین کو منظور ہوگا کہ مقررین کی تقریریں ملکو لکھتے جائیں۔ مگر اس کی صداقت

اُسی وقت سمجھی جائے گی جب فریقین کے دستخط اُس تحریر پر ہوں۔

(۱۰) روشنی نشست۔ برخاست اشتہارات وغیرہ کے اخراجات فریقین کے ذمہ مساوی حصہ ہونگے۔

(۱۱) وقت کی پابندی فریقین کو لازمی ہوگی۔ اور اوقات تقریر فریقین کو برابر دیئے جائینگے۔

(۱۲) مباحثہ میں صرف قرآن شریف اور وید ہی سے دلائل دیئے جائیں گے علاوہ ازیں اگر مناظرین اور کتاب کی ضرورت سمجھیں تو وہ کتب فریقین کی مسلمہ میں سے ہوں۔

(۱۳) اگر مناظرین قواعد مذکورہ بالا میں کچھ ترمیم کرنا چاہیں تو آپس کی رضامندی سے کر سکتے ہیں۔

دستخط فضل الدین سکرٹری انجمن ضیاء الاسلام جبلپور
مورخہ ۴۔ مئی ۱۹۱۵ء

نقل شرائط نامہ جو مابین آریہ سماج و اہل اسلام بموجب چٹھی نمبر الطے پایا

اوم

شرائط مباحثہ مابین آریہ سماج و اہل اسلام جبلپور

شرائط:-

(۱) مضامین مناظرہ:-

(ک) توحید فی الصفات باری تعالیٰ یعنے حدوث و قدم روح و مادہ۔

(کھ) رسول یا ملہم کی ضرورت اور اسکی شناخت۔

(گ) تناسخ (پنرجنم) یا سزاو جزاء

(گھ) نکاح ثانی یا نیوگ (نیوگ یا متعہ) مناظرین جیسا منظور فرمائیں۔

(ڈا) ویدک دھرم عالمگیر ہے یا دین اسلام۔

(۲) ہر ایک مضمون کے لئے وقت اور اُسکے اوپر بحث کی ترتیب مناظرین کے فیصلہ پر ہے۔

(۳) کسی مضمون پر اگر بحث قابل تشفی نہ ہوئی تو حاضرین صدر جلسہ اور فریقین کی خواہش پر ایک دن اور اُس مضمون پر دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح جلسہ مناظرہ کم سے کم دس دن اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن رہیگا۔

(۴) مناظرہ تاریخ ۱۲ مئی ۱۹۱۵ء کی شام سے شروع ہوگا۔

(۵) وقت مناظرہ مناظرین کی رائے پر چھوڑا گیا ہے۔

(۶) (ک) مقام جلسہ مناظرہ انجمن اسلامیہ کا بورڈنگ ہاؤس ہوگا۔

(کھ) شانتی کے ذمہ وار اہل اسلام ہونگے۔

(۷) (ک) پادری براؤن صاحب یا پادری ہنٹلی صاحب صدر مناظرہ ہونگے بصورت انکار منجانب پادری صاحبان کوئی تیسرا شخص فریقین جلسہ کی رضامندی سے مقرر کیا جائیگا۔

(کھ) صدر جلسہ کے فرائض یہ ہونگے (۱) فریقین کو اگر بدتہذیبی کریں تو منع کیا جائیگا (۲) وقت کی پابندی رکھنا لازمی ہوگا۔ (۳) بحث میں گڑبڑ نہ ہونے دینا۔

(۸) ہر جلسہ مجیب کے جواب پر ختم ہوگا۔

(۹) اخراجات و انتظامات پنڈال وغیرہ بذمہ اہل اسلام ہونگے۔

(۱۰) وقت کی پابندی فریقین کو لازم ہوگی اور اوقات تقریر فریقین کو برابر دیئے جائینگے۔

(۱۱) مباحثہ میں قرآن شریف اور وید مقدس ہی سے دلائل دیئے جائینگے اس کے علاوہ مناظرین اگر اور کتاب کو پیش کرنا ضروری سمجھیں تو وہ فریقین کی فرداً فرداً مسلمہ ہوں۔ مسلمہ کتب کی فہرست کا مباحثہ کرنے سے پہلے طے کرنا لازم ہوگا۔

(۱۲) فریقین کو تہذیب و متانت کا سختی سے پابند ہونا چاہئے۔ اور مقررین میں سے کسی کو کسی کے مسلمہ پیشوا یا کتاب وغیرہ کا نام حقارت خیز و طعن آمیز پیرایہ میں نہیں لینا چاہئے۔ اور اگر کسی مسلمہ کتاب میں سے پڑھنا ضروری ہو تو اوستک سے برمان پڑھ دینے میں اسب ہیتا (برائی) نہ سمجھی جائیگی

(۱۳) سجبت کے بعد شاستر اتھ کے استھان پر جتنے دنوں تک شاستر اتھ (مناظرہ) ہوگا۔ کوئی لیکچر نہیں دیسکتا۔

(۱۴) اگر مناظرین اوپر لکھی ہوئی شرطوں میں کچھ بدلنا چاہیں تو مباحثہ سے پہلے آپس کی رضامندی سے کر سکتے ہیں۔

(۱۵) جو شرطیں اوپر لکھی ہوئی ہیں اور جو تبدیلیاں مباحثہ سے پہلے طے ہو جائینگی اُن تمام فیصلہ شدہ شرطوں کی خلاف ورزی کچھ بھی اگر ظہور پذیر ہوئی۔ یا اس میں خلل واقع ہوا۔ تو مباحثہ حسب تجویز پریذیڈنٹ بند کیا جائیگا۔

بالاتفاق منظور ہے	بالاتفاق منظور ہے
دستخط { فضل الدین سکرٹری انجمن ضیاء الاسلام جبلپور	دستخط { امیشر راؤ منتری آریہ سماج جبلپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ

مناظرہ روز اول مورخہ ۳۱ - مئی ۱۹۱۵ء شب دو شنبہ
مضمون بحث - توحید فی الصفات یا حدوث و قدم روح و مادہ

تقریر جناب مولینا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری

منجانب اسلام

خدا کے نام سے شروع اور اُسکے نیک بندوں پر سلام

جناب صدر و معزز حاضرین! میں اس امر کا بتلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم مناظرین مذہب کی طرف سے وکیل ہیں اور مذہب موکل - مناظر کا فرض ہے کہ وہی بات بیان کرے - جو مذہب نے سکھائی ہو - میں خدا کی صفات کے بارے میں چند آیتیں پیش کرتا ہوں - سورہ حشر سیپارہ ۲۸ - رکوع ۳ -

ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِیُٔ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝

ترجمہ :- اے لوگو تمہارا پرماتما انتر یامی عالم الغیب ہے - جو تمہارے دل کے بھیدوں کو جانتا ہے - وہ بڑا دیالو ہے - تم گناہ کرتے ہو وہ رزق دیتا ہے - وہ نرنکار ہے اُسکے سوا کوئی واتا نہیں - وہ تمہارا سچا بادشاہ ہے وہ قدوس ہے تمام عیبوں سے پاک ہے - تمام دنیا کو پیدا کرنے والا ہے - امن دینے والا ہے وہ سب پر غالب ہے بگڑی کو بنانے والا ہے وہ سلام ہے - اور سلامتی دینے والا ہے -

سورۂ اخلاص پارہ عم

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

ترجمہ۔ وہ ایک ہے وہ دنیا کے شرک سے غیروں کی پوجا کرنے سے پاک ہے اسکا کوئی ساجھی نہیں۔ کوئی بیٹا نہیں کوئی بیٹی نہیں۔ الخ

حاضرین اس امر کی طرف توجہ فرمائیں۔ الخالق۔ تمہارا رب کا پیدا کرنیوالا ہے وہ تم کو وجود دیتا ہے۔ تم پیشتر کچھ نہ تھے۔ المصور۔ تمہاری صورتیں بنانے والا ہے۔ کسی کو کالا کسی کو گورا بناتا ہے۔ اُسی کے لئے سب خوبیوں والے نام ہیں۔ وہ قدیم ہے سوا اسکے (کیا روح کیا مادہ) سب حادث ہیں۔ کوئی اناادی۔ ازلی اور ابدی نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ روح اور مادہ سب مخلوق ہیں۔ انادی نہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی ذات قدیم بالذات ہے۔ تمام چیزیں اُس کی بڑائی کی مالا جپتی ہیں۔ وہ زبردست غالب حکمت والا ہے یہ ہیں مختصر خدا کی صفات جو قرآن شریف نے بیان کی ہیں۔

تقریر مہاشہ دہرم بیر جی آگرہ نواسی متضمن اعتراضات پر تقریر مذکورہ بالا

حاضرین جلسہ اور صدر۔ آج کا مضمون جیسا کہ مولوی صاحب نے فرمایا۔ توحید فی الصفات ہے۔ اس میں مولوی صاحب قرآن شریف پڑھ پڑھ کر بتلاتے ہیں کہ ان آیتوں سے توحید ثابت ہوتی ہے۔ سو میں پوچھتا ہوں کہ:۔

(۱) مولوی صاحب بتلائیں کہ نرا کار کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے۔ بڑی مہربانی ہوگی۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ مولوی صاحب کا دعوےٰ بے دلیل ہے

ـــــــ معلوم ہوتا ہے آپ اس مضمون طے شدہ کے موافق نہیں ہیں۔

یہ تو اور کیا پڑھیں؟ -

اس قسم کے مضامین ویدوں میں بھی ہیں۔ اُن کے پڑھنے سے کیا فائدہ۔ جب تک کہ دلیل نہ ہو۔

(۳) یہ بتایا گیا ہے کہ مادہ اور روح قدیم نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں ان کو قدیم نہ مانا جائے تو خدا کی خدائی قائم نہیں رہتی۔ یجروید ادہیائے ۲۶ منتر ۳۱۔ اور یجروید ادہیائے ۱۸۔ منتر ۸ میں خدا کی صفات بیان ہوئی ہیں۔

(۴) مولوی صاحب نے فرمایا هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ خدا وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ یہاں خلق کے معنے پیدا کرنا نہیں۔ بلکہ ترکیب دینے کے ہیں[ع۵]

(۵) هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ الخ

ترجمہ:۔ وہ اللہ جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں اور پھر سوار ہوا عرش پر۔ اس آیت سے خدا کا تخت پر بیٹھنا ثابت ہے۔ غرضکہ خدا کا جسم والا ہونا ثابت ہے۔

(۶) اگر روح اور مادہ کو قدیم نہ مانا جائے۔ تو واضح ہو جائیگا کہ خدا نے اپنی ذات سے جنس انسان کو پیدا کیا ہے۔ پس ہم بھی خدا ہیں۔ اور اس سے تو برائی کا خالق بھی خدا ہوگا۔

(۷) اگر مان لیا جائے کہ خدا نے دنیا کو پیدا کیا۔ تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ کب پیدا کیا۔؟

(۸) اور کیوں پیدا کیا۔ کیونکہ بغیر علت کے کوئی معلول نہیں ہوتا۔

ع۴ یہ دعوے بھی بے دلیل اور بیفائدہ ہے اور ان کا پڑھنا بھی لاحاصل ہے۔

ع۵ آپ کے خیال میں یا قرآن شریف کی اصطلاح میں؟ آپ اپنے خیال میں تو دوسرے کے بچے کو بیٹا بنالیں تو کیا معدوم ہی اس خیال کا مؤید بن سکتا ہے۔ (مؤلف)

(۹) صاحبان! مولوی صاحب بتلائیں کہ خدا نے ناحق کیوں روح اور مادہ کو پیدا کیا۔ کیونکہ آپ کا دعوٰے ہے کہ روح اور مادہ مخلوق ہے۔ ورنہ دعوٰے بے دلیل مدعی کی تذلیل ہے۔ ایسی آیت بتلاؤ کہ جس کا مضمون ہو کہ روح اور مادہ کو خدا نے پیدا کیا۔

(۱۰) کَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَاءِ یعنے خدا کا عرش پانی پر تھا۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا مجسم ہے کہ جسکا تخت پانی پر تیرتا پھرتا ہے۔

جوابات بر تقریر پنڈت دہرم بیر صاحب از مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب

سر پریسیڈنٹ و معزز حاضرین!

(۱) مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں بتلاؤں کہ نراکار قرآن شریف کے کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے۔

ڈاکٹر کہتے ہیں کہ جسم ہمیشہ متغیر ہوتا رہتا ہے۔ اور ہر ساتویں سال بالکل نیا جسم نیا ہو جاتا ہے **سلام** کے معنے ہیں ایک ہی حالت پر رہنے والا نہ کبھی بدلا نہ بدلے گا۔ اور مجسم شے ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ خدا غیر مجسم ہے۔ قرآن مجید میں خدائے تعالیٰ کا نام سلام آیا ہے۔ جس کا ترجمہ میں نے "نراکار" کیا ہے۔ یہ لفظ نراکار سے بھی بڑھکر ہے۔ کیونکہ روح باوجودیکہ غیر مجسم ہے مگر اس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ کبھی عالم ہوتی ہے کبھی جاہل۔

(۲) کہا گیا ہے کہ صرف پڑھ دینا کافی نہیں۔ میرا فرض ہے کہ میں اپنے مذہب کی تصویر دکھاؤں۔ اعتراض کرنا آپ کا حق ہے۔ چنانچہ آپنے اعتراض کیا اور جواب پایا۔ اب آپ وید سے اپنے مذہب کی تعلیم بتائیے۔

(۳) خدا کے دنیا کو قدرت سے پیدا کرنے پر اعتراض ہے دیکھا خوب «درزی اگر کپڑے بنائے تو کیا سب کپڑے درزی ہو جائینگے - اور یہ اعتراض تو سوامی دیانند پر ہوتا ہے - جو لکھتے ہیں - پرماتما نے اپنی قدرت سے پیدا کیا - اور آپ نے کسی کس لفظ سے یہ معنی نکالے ہیں کہ خدا برائی کا خالق ہوگا - کیونکہ سوامی کہتے ہیں کہ تمام دنیا کا خالق خدا ہے - یہہ اعتراض بھی سوامی جی پر ہے ہم پر نہیں -

(۴) قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے - عربی لٹریچر (علم ادب) میں دیکھئے اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ کے معنے ہیں نفذ احکامہٗ یعنے خدا نے زمین و آسمان کو پیدا کیا - پھر اسپر حکومت جاری کی - یعنے کسی اور کو گورنر نہیں بنایا بلکہ تمام امور اپنے قبضے میں رکھے ہے - دیکھئے تفسیر کبیر - تفسیر بیضاوی حاشیہ بیضاوی وغیرہ -

(۵) اعتراض ۳ کے جواب کے ساتھ اس کا جواب بھی ہو چکا ہے -

(۶) دنیا کو خدا نے کب پیدا کیا ہے - اسبارہ میں قرآن مجید ہمکو منع فرماتا ہے مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ - وقت زمین اور آسمان کے پیدا کرنے کا اسی کو معلوم ہے - اگر تمہیں معلوم ہے تو تمہیں ارب کھرب کی تعداد بتلاؤ -

(۷) خدا نے دُنیا کو کیوں پیدا کیا - یہ سوال جیسا ہم پر آتا ہے ویسے ہی آپ پر بھی ہوتا ہے - اس لئے ہم دونوں کا فرض ہے کہ اسکا جواب سوچیں

؎ آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

خدا تعالیٰ کی ایک صفت ہے خالقیت - اور خدا تعالیٰ کی صفات خالقیت

* قال القفال العرش فی کلامہم ہو السریر الذی یجلس علیہ الملوک ثم جعل العرش کنایۃ عن نفس الملک یقال ثل عرشہ ای انتقض ملکہ وفسد واذا استقام لہ ملکہ واطرد امرہ وحکمہ قالوا استوٰی علی عرشہ واستقر علی سریر ملکہ - جلد ہم صفحہ ہم تفسیر کبیر اور حاشیہ بیضاوی - جلد دوم یولف

وغیرہ ہمیشہ موجزن رہتی ہیں۔ خالقیت کی وجہ سے خلقت ظہور پذیر ہوتی ہے۔ جیسے آفتاب میں روشنی دینے کی خاصیت ہے۔ اور اس سے آفتاب کے لئے کوئی نقص یا فائدہ نہیں ہے۔ ویسے ہی خلقت کے ظہور سے خدا تعالیٰ کا کوئی ذاتی نفع یا نقصان متصور نہیں۔ اسکے سوا اگر کوئی اور جواب ہے تو آپ دیجئے۔ تم بھی مانتے ہو کہ خدا نے بنایا تو جیسا سوال ہم پر ہے ویسا تم پر

(۸) بڑے زور سے آپنے دعویٰ کیا ہے کہ ایسی آیت بتلاؤ کہ جس کا مضمون ہو کہ خدا نے روح اور مادہ کو پیدا کیا۔

لیجئے

خداوند ارشاد فرماتا ہے کہ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۔ ۰ اے نبی کہدے مشرکوں سے کہ تمام دنیا کا خالق پرماتما ایک اکیلا ہے۔ دوسری جگہ خلق کل شیٔ خدا نے تمام دنیا کی چیزوں کو پیدا ۔ ان سب چیزوں میں مادہ اور روح بھی شامل ہے

(۹) صرف لفظ عرش کے معنے تخت عزت انتظام سب کے ہیں[۱]۔ مگر اس پورے فقرے کو میں ثابت کر چکا ہوں[۲] کہ یہ ایک محاورہ ہے جسکے معنے حکومت کو اپنے ہاتھ میں لینا ہے۔

"كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ" چونکہ دنیا کے وجود سے پیشتر ہر جگہ پانی ہی پانی تھا۔ اسلیئے خداوند تعالیٰ نے کہا کہ اسوقت میری حکومت صرف پانی پر تھی۔ آپ کو یہ سب غلط فہمیاں عربی نہ جاننے سے پیدا ہوئی ہیں

---

[۱] قاموس عربی زبان کی ایک معتبر کتاب ہے اُس میں لکھا ہے العرش سریر الملک والعز وقوام الامر ومنہ ثل عرشہ یعنی عرش بادشاہ کے تخت عزت اور انتظام ان میں سے ہر ایک پر بولا جاتا ہے۔ اسی پہلے محاورہ سے ہے جو کہا جاتا ہے ثل عرشہ یعنی اُس کا انتظام حکومت بگڑ گیا۔ (مولف)

[۲] دیکھو جواب اعتراض نمبر ۴ ۔ (مولف)

یہی معنے توریت کی اُس آیت کے ہیں جہاں لکھا ہے کہ خدا کی روح پانیوں پر تیرتی تھی - اعتراض کرنے کو جی چاہتا ہے کرو - مگر بچوں کی سی باتیں نہ کرو -

دوسری تقریر - از مہاشہ دھرم بیر صاحب مشتمل بر اعتراضات

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا (پ)
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

بڑے افسوس کی بات ہے کہ قرآن کی چند آیتیں پڑھ دی جاتی ہیں - محض آیتیں پڑھ دینے سے کیا فائدہ - مولوی صاحب نے جواب دینے کی کوشش کی مگر بے کار - اگر میں وید پڑھ دوں تو کیا ثبوت ہو جائیگا - نہیں بلکہ ہر ایک بات بدلائل ثابت کرنا چاہیئے - اور بلا دلیل وید اور قرآن کا پڑھنا مجھے اور مولوی صاحب دونوں کو زیبا نہیں[۱]

کوئی اگر کہے سلام علیکم تو کیا اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ غیر مجسم ہے

اول مولوی صاحب بتلائیں کہ عرش کے معنے حکومت کے ہیں - اگر عرش کے معنے تخت کے نکل آوے تو اسی پر بحث کا خاتمہ کر لیجئے[۲] - اگر عرش کے معنے حکومت کے لئے جائیں تو اس آیت کا مطلب ہوگا - حکم جاری کیا اوپر حکومت کے نہ معلوم اِن باتوں سے کیا فائدہ -

[۱] مہاشہ جی چونکہ ضدی ہیں سمجھتے نہیں کہ ثبوت دو قسم کا ہوتا ہے - ایک مذہب کا اصل حال دوسرے اس حال کی صحت - مثلاً آریہ دھرم پر کوئی اعتراض کرے تو دوسرے کی اولاد کو اپنا بناکے میں اسکا ثبوت دینے کے لئے کہ درحقیقت آریہ دھرم کا یہ خیال ہے کسی آریہ پستک سے دکھانا ہوگا - اگر معترض دکھادے گا تو یہ دعوے تو ثابت ہو گیا - باقی رہی اُسکی صحت سو اس کی دلیل اور ہو گی - اسی طرح مناظرہ میں چونکہ ہر ایک فریق پر فرض تھا کہ اپنے مذہب کا سچا نقشہ دکھائے دوسرا جو اسپر اعتراض کرے وہ بھی اصل الفاظ میں دکھا کر اعتراض کرے - اسلئے ضروری تھا کہ مولوی صاحب اپنا مذہب بتانے کو آیات قرآن شریف پڑھتے - اور آپ کو بھی وید پڑھنے سے کون مانع تھا افسوس جو شخص ایسی واضح بات کو بھی نہ سمجھتا ہو - وہ مباحثہ کیا سمجھا ہوگا -

[۲] گذشتہ صفحہ کے حاشیہ میں قاموس کا حوالہ دیکھئے اور آئندہ یہ سوال پیش کروگے تو وعدہ شکن سمجھے جاؤگے - (مؤلف)

سورہ قلم کا دوسرا رکوع یوم یُکشَفُ عن سَاقٍ جسوقت پردہ اٹھایا جائے گا اُس کی پنڈلی سے۔ لیجئے خدا کی پنڈلی ثابت ہے۔ اب تو وہ مجسم ثابت ہوگئے[1]۔

صاحبان! میری پہلی بات کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ میری باتوں کا جواب دے سکتے ہیں مگر نہیں دیتے۔

سونے سے جتنی چیزیں پیدا ہونگی سب سونا ہونگی۔ بتلائیے کونسی چیز خدا سے علیحدہ تھی جسکو اُس نے بنایا۔ کمہار سے گارا مٹی الگ رہتی ہے۔ درزی سے کپڑا۔ سوئی۔ تاگا۔ مگر اُسوقت خدا اکیلا تھا۔ اس دلیل کا مولوی صاحب کوئی جواب نہیں دینگے کہ سب چیزیں خدا ہو جائیں گی۔

اگر خدا مکمل تھا اور اُس کی ذات میں کوئی کمی نہ تھی۔

اگر وہ کوئی کام اب کریگا تو معلوم ہوا کہ وہ مکمل نہیں۔ بتلائیے روح اور مادہ کو کب پیدا کیا۔

اور لیجئے آپنے ایک آیت پڑھی خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ خلق کے معنے ترکیب دینے کے ہیں نہ کہ عدم سے وجود میں لانے کے۔ مولوی صاحب

[1] سبحان اللہ قرآن مجید کا کیا ہی معجزہ ہے کہ ایسے ایسے مدعیان علم بھی اُس کی کُنہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ سچ ہے ؎ تواں در بلاغت بہ سحباں رسید۔ نہ در کُنہِ بے چونِ سبحاں رسید
یکشف عن ساق سے خدا کا جسم سمجھنا ایسے لوگوں کا کام ہے جو نہ عربی جانتے ہوں نہ فارسی۔ اور اسکے ساتھ ہی دیانت سے بھی کسیقدر دور رہتے ہوں۔ سُنئے میں ہندوستان کے مشہور عالم بلکہ استاد العلماء حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول سُناتا ہوں۔ "روزے کہ جامہ برداشتہ شود از ساق۔ ایں کلمہ کنایہ است از شدت حال" (حاشیہ ترجمہ فارسی بر سورہ ن)

یعنے حضرت شاہ صاحب ممدوح فرماتے ہیں۔ یہ ایک محاورہ ہے جو سخت تکلیف کے وقت بولا جاتا ہے۔ اور بس۔

چونکہ قیامت کا دن بہت سخت ہوگا۔ اس لئے اُس کی شدت یکشف عن ساق کے ساتھ بتائی گئی ہے۔ (مؤلف)

کس طرف جا رہے ہیں۔

آپ کہتے ہیں کہ روح میں تغیر ہے۔ کیا آپ بتلائیں گے کہ روح مادی ہے یا غیر مادی۔ ہمیں معلوم ہو جائے کہ روح کیا شے ہے۔

میں پھر توجہ دلاؤنگا کہ خدا نے کب پیدا کیا۔[1]

مولوی صاحب روح اور جسم کو نہیں سمجھے۔ اب معلوم ہو جائیگا کہ حق کیا ہے اور ناحق کیا۔[2]

میں استدعا کرتا ہوں کہ مولوی صاحب ان تمام باتوں کا جواب دیں اور بتائیں کہ روح اور مادے کو کیوں پیدا کیا گیا۔[3]

(نیا اعتراض) اسلام کے عقیدے کے موافق دنیا سات ہزار سال سے ہے۔ اس کے پیشتر خدا کی صفت خالقیت کیا ہوئی۔ کیا اسوقت خدا بیکار بیٹھا تھا۔

آپ کہتے ہیں کہ حکومت جاری کی جب کوئی چیز نہ تھی تو حکومت کس پر جاری کی۔

---

[1] اعتراض نمبر ا کے جواب میں مولانا نے جو روح کی مثال اخیر میں دی ہے وہ بذاتہ نہایت مدلل ہے۔ لہذا اعتراض بالا بلا تردید دلیل خارج از بحث ہے۔

[2] ناظرین اعتراض نمبر ۲ کو ملاحظہ کیجئے۔ اب پھر یہ سوال تردید کے بغیر بلا دلیل تکرار ہے یا نہیں۔

[3] یہ سوال خارج از بحث ہے با بریں عقل و دانش بباید گریست۔

[4] یہ تیسری بار استدعا ہے۔ باوجودیکہ ابھی مہاشہ جی آپ ہی تقریر کر رہے ہیں۔

(مولف)

جوابات - دوسری تقریر - از مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب

جناب صدر و حاضرین جلسہ!

مجھ سے بار بار یہ بات کہی جاتی ہے کہ قرآن کے پڑھ دینے سے کیا فایدہ - (شرائط نامہ ہاتھ میں لے کر) یہ شرائط ہیں جو آپ کے اور ہمارے درمیان طے ہوئی ہیں - آریہ سماج وید سے دلیل لائے اور اہل اسلام قرآن شریف سے ہمارا مذہب ہماری کتاب پر منحصر ہے - اعتراض کرنا آپ کا کام ہے - ہم اسکا جواب دینگے - یہ تمہارا اشتہار ہے جسکے گیارہویں نمبر پر لکھا ہے - فریقین پر لازم ہوگا کہ وے وید اور قرآن سے جواب دینگے - ہمنے پابندی کی - آپ وید سے دلیل لائیے - ہم اُسپر اعتراض کرینگے - ہم قرآن سے اپنا مذہب بتلائینگے آپ اُس پر اعتراض کریں -

"سلام علیکم" کے معنے ہیں "تم پر سلامتی ہو" مگر سلامتی کے درجے مختلف ہیں - انسانی طاقت کی ایک حد ہے - سلام کرنے والا اُسی حد تک سلامتی چاہتا ہے - اُس سے زائد ممکن نہیں - جیسے کہا جاتا ہے زندہ رہو - اُس کے یہ معنے نہیں ہوتے کہ خدا کے برابر زندہ رہو - بلکہ اُسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ عمر طبعی تک پہونچو - سلام کا لفظ دو معنوں کا جامع ہے - نراکار اور غیر متغیر - جو چیز غیر متغیر ہے وہ ضرور غیر مجسم ہے - کیونکہ جسم متغیر ہے -

کہا گیا ہے کہ عرش کے معنے حکومت کے ہوئے - تو حکومت پر حکم کیا - یہ کس طرح ہوا - میں نے عرش کے معنے حکومت کے نہیں بتلائے - بلکہ پورے فقرے "استوی علی العرش" کے بتلائے ہیں - یعنے "نفذ احکامہ" اُردو میں تمثیل سنیئے "بادشاہ بلا خونریزی تخت پر بیٹھا" یعنے اُس نے بغیر خونریزی کے حکم جاری کر دیا - فارسی میں سُنیئے "زمام سلطنت بدست خود بگرفت" ایک آواز آتی ہے قرآن میں یوں ہے توں ہے - کہیں کی اینٹ کہیں کا

روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ دیکھیے تفسیر بیضاوی وتفسیر کبیر یوم یکشف عن ساق۔ کشف الحرب عن ساق لڑائی نے اپنی پنڈلی کھولدی۔ یعنے سخت گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آیت مذکورہ سے بہی واقع کی شدت اور سختی ثابت ہوتی ہے شاہ ولی اللہ صاحب کا فارسی ترجمہؔ اور تفسیر بیضاوی کو دیکھیئے۔ اُنہوں نے بہی یہی لکہا ہے۔

بار بار خدا کے اپنی قدرت سے پیدا کرنے پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ سوامی دیانند اگر زندہ ہوں تو بڑے متعجب ہوں کہ میں تو یہ تعلیم دے گیا تہا کہ دنیا کو خدا نے اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ مگر یہ میرے چیلوں کو کیا ہو گیا کہ وہ اس کے خلاف کہنے لگے۔ سوامی جی کہتے ہیں۔

"جس وقت دنیا کا تمام مادہ اور تمام پرمانوں کچہہ بہی نہ تہے"

(بہومکا ترجمہ بابو نہال سنگہ صفحہ)

سوامی جی پر اعتراض کرو۔ یہ میں نے نہیں کہا۔ سوامی جی نے کہا ہے۔ اگر کچہہ کہنا ہے تو سوامی کو کہیئے۔

پہر کہا گیا ہے کہ خدا نے دنیا کو کس وقت بنایا۔ جواب دیا گیا تہا کہ میں وہاں پر نہ تہا۔ قرآن مجہکو روکتا ہے میں وقت نہیں بتلا سکتا۔ اگر سوامی جی نے آپکو بتایا ہے تو آپ ہی بتلیئے۔

لفظ خلق کے ساتہ جہاں ایک مفعول آتا ہے پیدا کرنے کے معنے ہوتے ہیں اور جہاں دو مفعول ہوتے ہیں اُس کے معنے ترکیب دینے کے ہوتے ہیں۔ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ میں ایک مفعول ہے۔ یہاں اس کے معنے ہوئے خُدا نے

(ف) روزے کہ جامہ برداشتہ شود از ساق۔ ایں کلمہ کنایہ است از شدت حال واللہ اعلم۔ (حاشیہ فارسی ترجمہ سورہ قلم)

(ف) مولوی صاحب کا جواب کیا معقول اور انصاف کا ہے۔ بہلا کون بتلا سکتا ہے کہ خدا نے دنیا کو کس وقت پیدا کیا۔ یوں ڈہکو سلے کے طور پر کچہہ کہدینا اور بات ہے۔ (مولف)

سب چیزوں کو وجود دیا۔ آیت کو سامنے رکھئے اور غور سے پڑھیئے۔ یا کسی استاد سے دریافت کیجئے۔ اور کل شیئی میں روح اور مادہ وغیرہ سب داخل ہیں۔ کوئی چیز اس سے نکل نہیں سکتی۔[1]

مناسب تو یہ تھا کہ آپ مان لیتے یا اعتراض پیش کرتے۔ کیا یہی مناظرہ ہے۔ آج اگر پنڈت بھوجدت ہوتے تو علمی بحث کھیلتے۔

روح میں کیا تغیر ہے میں نے قرآن مجید سے آیتیں پڑھکر بتایا ہے:۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

یعنی پہلے تم جاہل تھے پھر خدا نے تم کو عالم بنایا۔ یہ ہے تغیر جو روح میں ہوتا ہے۔ خدا نے اپنے کلام میں انسان کی تین حالتوں کا بیان کیا ہے اول بچپن کا جب تک جہالت ہی رہتی ہے۔ دوسری جوانی کا جب علم کامل ہوتا ہے۔ اور بال کی کھال اتارتا ہے۔ تیسری حالت بڑھاپے کی ہے جبکہ انسان سیکھی ہوئی باتوں کو بھی بھولجاتا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ روح حادث ہے کیونکہ روح میں تغیر ہے۔ اور یہ ہے قرآن حکیم کی فلسفیانہ تعلیم۔

مکرر پوچھا جاتا ہے کہ دنیا کو کیوں پیدا کیا۔ میں نے کہا تھا کہ خدا کی ہر ایک صفت جوش مارتی ہے کہ میرا ظہور ہو۔ اور اسکی ایک صفت خالقیت بھی ہے۔ جسکی وجہ سے دنیا وجود میں آئی۔ اس سے بہتر کوئی تشریح ہو تو آپ ہی بتلائیے۔ یہ علم الٰہیات کا مسئلہ ہے۔ پہلے آپ علم الٰہیات سیکھئے تب آپکی سمجھ میں آئیگا۔

---

[1] پنڈت جی نے کہا تھا کہ کوئی آیت قرآن شریف سے پڑھیئے جس میں روح اور مادے کے مخلوق ہونے کا ذکر ہو۔ چنانچہ مولوی صاحب اپنی پہلی تقریر میں بتا چکے ہیں۔ (مؤلف)

کہا گیا ہے کہ اسلام مانتا ہے کہ دنیا کو بنے ہوئے سات ہزار برس ہوئی
ہیں۔ اس سے پہلے خدا کی صفت خالقیت کیا ہوئی تھی۔ یہ کسی بڑھیا سے
سُن لیا ہوگا۔ قرآن مجید میں کہیں نہیں۔
سنیئے "اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں
اگر آدم سے پہلے کوئی مخلوق نہ تھی تو خلیفہ کسپر بنایا۔ دوسری آیت ہے:۔
وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ کوئی خدا کے سوا نہیں جو خدائی فوجوں کا
شمار کر سکے۔ اچھا اب بتائیے جس وقت پرلے ہو جاتی ہے جسکا زمانہ
آپ کے حساب سے چار ارب سال کا ہوتا ہے۔ اُس وقت خدا کی خالقیت
کیا ہوتی ہے۔ جیسا سوال ہمپر عاید ہو سکتا ہے ویسا ہی تمپر بھی ہے۔

تیسری تقریر۔ از مہاشہ دھرم بیر صاحب مشتمل بر اعتراضات

مولوی صاحب کسی بات کی دلیل پیش نہیں کرتے۔ نہ مولوی صاحب نے
کسی بات کا جواب دیا[1]۔ میں نہیں سمجھتا کہ مولویصاحب چند شعر کیوں پڑھ دیتے
ہیں۔ شرط کا مطلب یہ ہے کہ اگر مخالف کوئی بات پیش کرنی چاہیگا تو قرآن
شریف سے پیش کرے گا۔ لیکن دعوے بے دلیل کوئی ثبوت نہیں۔ اسی
طرح وید سے بھی بتلا سکتے ہیں۔ کیا وید کے اشلوک سے مطلب نکل سکیگا[2]۔

[1] یہ کوئی بُرا ماننے کی بات نہیں۔ ہر آدمی میں ایک عادت ہوتی ہے۔ آپ میں بھی
عادت ہے کہ کہتے جائیں جواب نہیں دیا۔ نہیں دیا۔ بہت اچھا سننے والے جانتے ہیں
کہ دیا یا نہیں دیا۔ (مؤلف)

[2] واہ پنڈت جی شرط کا مطلب خوب نکالا۔ کہ اگر مخالف کوئی بات پیش کرنی چاہے تو قرآن شریف سے
پیش کرے۔ یعنے اعتراض۔ اور جو قرآن کے ماننے والے ہیں وہ کہاں جائیں۔ کیا وہ اپنے لیے وید
سے دلیل لائیں۔ واہ ری سماج تیری سچائی۔ ؎

گر سماج است این و این تعلیم ٭ کار ایماں تمام خواہد شد (مؤلف)

! مولوی صاحب پہلے کچھ کہتے ہیں۔ پھر کچھ مطلب بیان کرتے ہیں۔ پہلے عرش کے معنے تخت کے بتلائے۔ اب حکومت کے بتلانے لگے۔ قرآن شریف کی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا جسم والا ہے۔

آج اگر محمد صاحب زندہ ہوتے تو کہتے کہ ہیں ہیں تو جسمیت کی تعلیم دے گیا تھا آج مولوی صاحب کو کیا ہو گیا جو خدا کو غیر مجسم بتلانے لگے۔ مولوی صاحب آپ کا ترجمہ غلط ہے

(۳) اگر مان لیا جائے کہ روح اور مادّہ قدیم نہیں۔ تو سب چیزیں خدا ہونگی۔ اور اگر یہ مان لیا جائے کہ سب چیزیں خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں تو بُرائی کا خالق بھی خدا ہوگا۔

(۴) خدا نے اپنے سے کتنے دن بعد دنیا کو پیدا کیا۔ اور کس نے مجبور کیا جو پیدا کیا۔ یہ چند باتیں میں نے پیش کی ہیں۔ آیندہ بہت کچھ پیش کرونگا۔

(۵) آریہ سماج خدا کی صفات عارضی نہیں مانتا۔ بلکہ مانتا ہے خدا کی عادت ہے کہ دُنیا کو پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ وید منتر میں ہے کہ:۔

"میں ایشور اس دنیا چاند اور سورج کو ہمیشہ اس طور پر بناتا رہتا ہوں"

(۶) حدیث اور قرآن سے ثابت ہے کہ خدا مجسم ہے:

حدیث۔ عن ابو ہریرہ۔ یعنے خدا تعالیٰ قیامت کے دن مثل چاند کے نظر آئیگا

لہ۔ تقریر بالا کہاں تک صداقت پر مبنی ہے، اس کا فیصلہ ناظرین پر ہے۔ رہے سماجی اُنہوں نے تو سچ نہ ماننے کی قسم کھائی ہوئی ہے۔

ٹہ۔ جس طرح طوطا ایک سیکھی ہوئی بات کی رٹ لگایا کرتا ہے۔ وہی حال یہاں بھی ہے۔

تہ۔ کیا ایسی لغو اور بے معنی۔ جیسی کہ یہ ہیں۔؟

کلہ۔ ماشاء اللہ کیا عربی دانی ہے۔ اتنا بھی معلوم نہیں کہ عن حرف جار ہے۔ اسلئے

ٹہ "ابو" کی بجائے "ابی" چاہیے۔ اسی علم و فضل پر قرآن شریف جیسی فصیح و بلیغ کتاب پر اعتراض کرنے کی جسارت ہو رہی ہے۔ (مؤلف)

ایک دوسری حدیث بھی اسی مضمون کی ہے۔
تیسری حدیث: ربہ یکشف عن الساق۔ چوتھی حدیث بھی یہی (ربہ یکشف عن الساق) ہے۔
مولوی صاحب اہل حدیث ہیں۔ اُن کو اِن حدیثوں سے انکار نہ ہونا چاہیے[1]
ان سب باتوں کا جواب دیں۔
اسلام مدعی ہے کہ دُنیا سات ہزار سال کی ہے۔ میں حدیثوں سے ثابت کرسکتا ہوں۔
عرش کے معنے تخت کے ہیں سلطنت کی بات اور ہے۔ خدا کے کلام میں عرش کے معنے کون نہیں جانتا[2]۔
قرآن کے ترجمے مختلف ہیں۔ ایک میں کچھ ہے دوسرے میں کچھ۔ میرے پاس کئی قرآن موجود ہیں۔ ابھی کہیے تو ثابت کرسکتا ہوں[3]۔
میں نے پوچھا تھا کہ خدا نے دنیا کو کیوں اور کب پیدا کیا۔ جواب دیا جاتا ہے کہ کیا میں وہاں موجود تھا۔ سوال یہ تھا کہ قرآن کی تعلیم کیا ہے[4]۔

۱ھ یہ تحریری طے شدہ امر تھا کہ قرآن شریف اور وید کے سوا کسی اور کتاب سے فریقین استدلال نہیں کرسکتے۔ اب ایک طرف تو یہ اعتراض کہ بار بار آیتیں پڑھ دی جاتی ہیں۔ اور دوسری طرف پنڈت جی زبردستی حدیثیں درمیان لاتے ہیں جو صریح خلاف ورزی ہے۔ (مؤلف)

۲ھ وہی مُرغے کی ایک ٹانگ۔ شاباش پنڈت جی کیوں نہ ہو وید کی تعلیم ہے کہ ہنسی کھیل ہے۔ (مؤلف)

۳ھ "کیا" (مؤلف)

۴ھ کیوں پیدا کیا۔ اسکا جواب دوسری تقریر میں صاف ہے۔ اور تشریح پنڈت جی کے ذمہ۔ کب پیدا کیا۔ دیکھیے پہلی تقریر نمبر۷۔ پس ناظرین اس سوال کو غور سے دیکھیں صاف مغالطہ ہے۔ (مؤلف)

جوابات - تیسری تقریر از مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب

حاضرین! میں سب باتوں کا جواب دے چکا ہوں جو آپ سے پوشیدہ نہیں۔ ہاں ایک بات اور ہے کہ میں شعر کیوں پڑھتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے بزرگوں کی کتاب (وید) نظم میں ہے۔ پس میں مذہبًا مسلمان ہوں مگر اپنے نسلی بزرگوں کے طرز عمل کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اسلئے موقع بموقع لطف سخن کے لئے شعر پڑھ دیتا ہوں۔

رہا یہ کہ میں قرآن شریف کی آیتیں کیوں پیش کرتا ہوں۔ آپ نے سوال کیا تھا کہ روح میں کیا تغیر ہوتا ہے۔ میں نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی تھی۔ اخرجکم من بطون امہاتکم لا تعلمون شیئا الخ ترجمہ:۔ ای انسانو میں نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا۔ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔ ہم نے علم سکھلایا پھر تم بڑے ہو گئے اور بھول گئے پھر تم کیوں ناشکری کرتے ہو۔

مجھ پر فرض ہے کہ میں اپنے مذہب کی ہر ایک بات کو قرآن شریف سے ثابت کروں۔ اور آپ بھی وید سے ثابت کیجئے۔

مجھ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ میں کہہ کچھ جاتا ہوں اور پھر اپنے کہے سے پھر بھی جاتا ہوں۔

اسی لئے میں نے کہا تھا کہ مباحثہ تحریری کر لیا جائے۔ اور دستخط ہر فریق کے لئے جائیں۔ مگر فریق ثانی نے نہیں مانا۔ جلسہ کے اندر ایک منجھے ہوئے مناظر پر ایسا الزام لگانا کہاں تک حق بجانب ہے۔

دنیا کو خدا نے اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ قرآن مجید ایسا مانتا ہے۔ بلکہ یہ کہا تھا کہ سوامی دیانند نے ایسا کہا ہے۔ اعتراض کرنا ہو تو انپر کرو۔ جواب لینا ہے تو ان سے لو۔ اور بس۔

حدیث پڑھ دی بے سمجھے بوجھے۔ میاں دیکھنا کس قسم کا ہوتا ہے

ایک دل کا دیکھنا ہوتا ہے۔ دوسرا آنکھ کا دیکھنا ہوتا ہے۔ یہاں دل کا دیکھنا مراد ہے۔ یعنی خداوند عالم کی کامل معرفت حاصل ہوگی۔ جس طرح کہ ہم اپنی نظروں سے چاند کو دیکھتے ہیں۔ یکشف عن الساق کا بھی وہی مطلب ہے جو قرآن شریف کی آیت کا ہے۔ کسی قسم کا تعارض نہیں ہے۔ اور جو بھی حدیث کا بھی یہی مطلب ہے۔

(۷) دنیا کو بنے ہوئے سات ہزار سال ہوئے۔ یہ آپنے کس کتاب میں دیکھا۔؟ اس سے آپ کا کوئی مدعا ثابت نہیں ہو سکتا۔

(۸) قرآن مجید چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اس لئے اُسکے معنے عربی لٹریچر سے کرنے چاہئیں۔ جیساکہ حماسہ کے شعر سے ثابت کیا جا چکا ہے۔

استوی بشر علی العراق　٭　من غیر سیف ودم مہراق

یکشف عن الساق سے شدت تکلیف مُراد ہے۔ اور استوی علی العرش سے تنفیذ احکام مراد ہے۔

قرآن مجید کے ترجمہ کی نسبت سُنئے۔ ہمیں ہر ایک ترجمہ منظور ہے یہانتک کہ آپ پادری عماد الدین کا ترجمہ پیش کیجئے خواہ جارج سیل کا ہمیں ہرگز انکار نہیں۔ مگر چونکہ ہم عربی جانتے ہیں اسلئے ہمیں کسی ترجمہ کی ضرورت نہیں۔ آپ کی عربی دانی ظاہر ہے آپ صرف ترجمہ ہی پڑھ دیا کریں تو بہتر ہے۔ کیونکہ آپ عربی صحیح نہیں پڑھ سکتے[۱]۔

---

[۱] واقعی پنڈت جی کے قرآن شریف پڑھنے پر ہر ایک اہل اسلام جو مناظرہ میں موجود تھا ہنستا تھا۔ خصوصاً جس وقت آپ درود شریف پڑھتے تھے تو ماشاءاللہ کا موقع ہوتا تھا۔　(مؤلف)

چوتھی تقریر - از مہاشہ دھرم بیر صاحب

لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب
زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا

مولوی صاحب! میں بہت سی حدیثیں پیش کر سکتا ہوں جس سے ثابت ہوگا کہ مسلمانوں کا خدا مجسم ہے۔

ایک نیا فلسفیانہ اعتراض سُنئے۔ قرآن میں ہے کہ خدا نے دُنیا کو چھ دن میں بنایا۔ سورج زمین کے جس رُخ پر ہوتا ہے۔ دن ہوتا ہے۔ اور وہاں سے ہٹ جاتا ہے تو رات ہوجاتی ہے۔ اور ہمیشہ دنیا میں کہیں رات کہیں دن رہتا ہے۔ پرماتما کے لئے نہ کوئی دن ہے نہ کوئی رات ہے۔ مگر مسلمانوں کا خدا چونکہ عرش پر بیٹھا ہے۔ اس لئے اُسے صرف ایک رُخ نظر آتا ہے۔ اور اسی حساب سے اُس نے بتلایا کہ زمین و آسمان کو میں نے چھ دن میں بنایا۔ ثابت ہوا کہ خدا جسیم ہے۔ اس دلیل کا جواب مولوی صاحب دیں۔ میرے کسی سوال کا جواب۔ مولوی صاحب نے نہیں دیا۔[ط]

میں پوچھتا ہوں دنیا کو خدا نے کیوں پیدا کیا۔ کب پیدا کیا۔

مولوی صاحب اگر چاہیں تو عربی میں مباحثہ ہوسکتا ہے۔

ط۔ ناظرین مہاشہ جی کی یہ عادت پختہ ہوگئی ہے۔ یہی کہتے جائینگے کہ جواب نہیں دیا۔ اُن کے خیال میں یہ سماگئی ہے کہ حاضرین کو میرے لفظ تو یاد رہینگے۔ مگر میرے مخاطب کا کوئی لفظ یاد نہیں رہے گا۔ مہاشہ جی آپ کو جواب کی خواہش ہوتی تو سب سے اخیر میں یہ سوال کیوں پیش کرتے۔ اسی سے تو آپ کی نیک نیتی کا ثبوت ملتا ہے۔ اچھا سُنئے۔ دنوں کا شمار ہم انسانوں کے لحاظ سے ہے۔ خدا کے لحاظ سے نہیں۔ ویدوں میں بھی اس کی مثالیں مل سکتی ہیں۔ برہم دن اور برہم رات کا اندازہ کئی ہزار برس کا لکھا ہے۔ (اردو وید بھومکا صفحہ ۱۷-۱۸) یہ ہم انسانوں کے لحاظ سے ہے۔ ورنہ پرمیشر کو تو رات دن برابر ہیں۔ (مؤلف)

میں قرآن مجید کی آیتیں پڑھکر بتلاتا ہوں۔ مگر مولوی صاحب ایک وید منتر پیش نہیں کر سکتے۔

مولوی صاحب کسی بات کی دلیل پیش نہیں کرتے۔ بس قرآن شریف کی آیتیں پڑھ دیتے ہیں[1] ان باتوں سے کام نہیں چلیگا۔ یہ میدان مباحثہ ہے۔ یہاں دلیل چاہیئے۔ منتہے الارب موجود ہے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ عرش کے معنے تخت کے ہیں۔ اور آپ لغت کا حوالہ دیجیے جس میں لکھا ہو کہ عرش کے معنے حکومت کے ہیں۔ زبان سے کہدینا کافی نہیں ہوتا۔

ہر ایک بات مدلل پیش کیجیے۔ صرف قرآن مجید کی آیت پیش کرنے سے کچھ نہ ہوگا۔ کیونکہ ابھی آپ کہدینگے کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ تو کیا ہمپر فرض ہوگا کہ ہم مان لیں۔ نہیں دلیل لائیے۔

اگر مولوی صاحب یہ ثابت کردیں کہ سوامی دیانند نے ایسا کہا ہے کہ "خدا نے دنیا کو اپنی قدرت سے پیدا کیا" تو میں مسلمان ہو جاؤنگا[2]۔

---

[1] ۔ مولانا صاحب قرآن اُس جگہ پڑھتے ہیں جہاں قرآن سے اپنے مذہب کا ثبوت دینا مقصود ہوتا ہے۔ اور جہاں دلیل عقلی کا مقام ہوتا ہے وہاں عقلی دلیل لاتے ہیں۔ گزشتہ اور آیندہ پرچے ملاحظہ ہوں۔

[2] ۔ سنو مہاشہ جی! وہ تینوں قسم کی دنیا پرمیشور نے اپنی قدرت سے پیدا کی (ہوم کا مصنفہ سوامی دیانند مترجمہ کرنالی صفحہ ۸۵) سچے ہو تو وضو کرکے نماز شروع کردو۔ مؤلف۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناظرہ روز دوم یکم جون ۱۹۱۵ء شب سہ شنبہ

مضمون بحث۔ ویدک دہرم عالمگیر ہے یا دین اسلام

تقریر اول۔ ازمولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب

(۱) سر پریسیڈنٹ۔ و معزز حاضرین!۔

آجکا مضمون ہے "ویدک دہرم عالمگیر ہے یا اسلام" عالمگیر مذہب اُسے کہہ سکتے ہیں جو تمام دنیا میں پھیل سکے۔ اور اُس کی اشاعت سے نظام عالم میں کسی قسم کی خرابی واقع نہ ہو۔ یعنی عالمگیر مذہب وہ ہے کہ اگر تمام عالم اُس کو سو دو سو برس بلکہ ہزار برس تک بھی مانتا رہے پھر بھی دنیا کا انتظام نہ بگڑے۔

اب میں اس قاعدے کے رو سے دونوں مذاہب کا مقابلہ کرتا ہوں اولاً آریہ دہرم کہتا ہے۔ کہ بیل۔ گائے یہانتک کہ شہد کی مکھی بھی گناہ کئے بغیر پیدا نہ ہوگی۔ لہٰذا گناہوں کا کرنا لازمی ہے

اب میں بتلاتا ہوں کہ اگر تمام دنیا کے انسان ویدک دھرم کو مان لیں۔ اور اُن احکام کو جو ایشور نے بتلائے ہیں پورے طور سے ادا کریں اور کوئی شخص گناہ نہ کرے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ بیل ملیگا نہ ہاتھی۔ یہانتک کہ شہد کی مکھی بھی پیدا نہ ہوگی۔ اِدہر والے اُدہر نہ جائینگے اور اُدہر والے قید بھگت کر اِدھر آتے جائینگے۔ آخر کار نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم کو ہل جوتنے کے لئے نہ بیل ملیگا نہ بھینسا۔ نہ دودھ کے لئے گائے ملیگی نہ بکری خلقت

کا حال کیا خراب ہوگا - قابل بیان نہیں۔

(۴) تھوڑا اسے اور آگے بڑھا دوں - ویدک مذہب میں عورت مرد کی تمیز ہی اعمال کی تمیز سے ہے - اگر سارے لوگ مردوں کے لائق عمل کرینگے تو عورت نہ ملیگی - صرف مرد ہی مرد رہ جائینگے اور نسل انسانی بھی منقطع ہو جائیگی - اگر سو برس تک چار چار پشتیں نیک عمل کرتی رہیں تو نہ سواری کے لئے گھوڑا ملیگا نہ کوئی حیوان - نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک مہاتما ہل کھینچیگا اور دوسرا ہانکیگا - اور دونوں زبان حال یا قال سے یہ شعر پڑھتے ہونگے

اس کشمکش دام سے کیا کام تھا ہمیں
اے الفت چمن ترا خانہ خراب ہو

(۵) برخلاف اسکے اسلام کو اگر سارا عالم ماننے لگے تو بھی انتظام میں کوئی فرق نہ پڑیگا - اسلام قابلیت رکھتا ہے کہ مجھے مانو - نظام عالم ہرگز ہرگز نہ بگڑیگا - لیکن ویدک دھرم کے ماننے سے نہ شہد ملیگا - نہ دودھ -

مینے اپنا مدعا ظاہر کر دیا ہے - اور اب میں سننا چاہتا ہوں کہ فریق ثانی کیا جواب دیتا ہے -

تقریر اول - جوابات از مہاشہ دھرم بیر جی

(۱) حاضرین جلسہ وصدر انجمن!

آپ سب نے مولوی صاحب کی تقریر کو بخوبی سن لیا - مجھے افسوس ہے کہ کسی وید منتر کا حوالہ نہیں دیا - بتائیں کہ کونسا وید منتر ایسا کہتا ہے - ورنہ دعوے بے دلیل مدعی کی تذلیل ہوا کرتی ہے -

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کتاب بھی خود دعوی کرتی ہو کہ میں تمام دنیا کے لئے ہوں - جیسا کہ وید کہتا ہے " میرا پرکاش تمام انسانوں کے

لئے ہے۔ چین کے لئے جاپان کے لئے انگلینڈ کے لئے ہے۔ مگر جس وقت قرآن شریف پڑھو تو یہ آیت ملتی ہے:۔

سورۃ شعراء ہے "تاکہ تو ڈرائے مکہ والوں کو اور اُسکے قریب والوں کو۔"

دوسرے مقام پر ہے کہ:۔

"قرآن کو عربی میں اُتار اگیا"

تینتیسویں سورۃ میں ہے کہ:۔

"ای میرے مخاطب قرآن آپ کی قوم کے لئے ہے"

اِن آیات سے مدعی سُست اور گواہ چست والا نتیجہ نکلتا ہے۔ اسی طرح ایک آیت ہے کہ:۔

"قرآن نصیحت ہے صرف تیری قوم کے لئے (نہ کہ ہندوستان کے لئے بھی۔) پہلے جو مینے معیار قائم کیا ہے ایک وید منتر سے دوسرا قرآن سے اب مولوی صاحب جواب دینگے۔

دوسرا معیار بتلانا چاہتا ہوں کہ مذہب کی ضرورت کیا ہے۔ مذہب صرف نجات کے لئے ہے مُکتی کے لئے ہے۔ مذہب کی اصل منشا یہ کہ ہم چھوٹ جائیں۔ ہم بندھے ہوئے ہیں۔ جو ڈاکٹر مرض کو پہچانتا ہے وہی علاج بھی کر سکتا ہے۔ مولوی صاحب قرآن شریف سے بتلائیں کہ سب انسان کیوں بندھے ہوئے ہیں۔ جب ہم کچھ نہ تھے تو اندھا کانا کیوں بنایا۔ عیسائی کے گھر کیوں پیدا کیا۔

تیسرا معیار یہ ہے کہ مذہب اچھی باتیں سکھاتا ہو۔ مذہب لوگوں کو اچھی تعلیم دے۔ وہ گناہوں کی تعلیم نہ دیتا ہو۔ اب میں آیتیں پڑھتا ہوں کیونکہ میں بغیر حوالہ کچھ کہنا نہیں چاہتا۔

سورۃ انعام "وہ اللہ جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔"

اور لیجیے :- "اللہ جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے سیدھا راستہ دکھلائے"

اور سُنئے جسکو اللہ گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں"

اب بتلائیے ایک شخص سے کہدیا کہ اس راہ پر چل۔ تو وہ مجبور کیا جارہا ہے۔ اور گویا تمام گناہ خدا کے حکم سے ہوئے۔

نیا اعتراض :- اسکے ساتھ ہی ایک جگہ بتلایا گیا ہے کہ سات آسمان ہیں ایک سونے کا۔ ایک چاندی کا۔ ایک جگہ ہے کہ حشر و نشر آسمان کی کھال اُدھیڑی جائیگی۔ پھر ایک دوسرے مقام پر ہے۔ دنیا ساکن ہے۔ اگر کوئی طالب علم اِن سوالوں کا جواب قرآن مجید کے موافق لکھے تو ضرور فیل کر دیا جائیگا۔ جس کتاب کی تعلیم ایسی ہو وہ عالمگیر کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور سنئے "پہاڑ میخ سے لگا دیئے ہیں" اور "سورج کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتا ہے۔ آپ اس بات کا جواب عنایت فرمائیں۔

نیا اعتراض :- اور سُنئے طاقت دو قسم کی ہوتی۔ ایک عارضی اور ایک ذاتی۔ خدا نے دنیا کو کیوں پیدا کیا۔ کیا پہلے اُس میں یہ طاقت موجود نہ تھی۔ تو اُس کی طاقت عارضی ہوئی۔ بہرحال جواب دیجئے۔

لہ۔ سچے ہو تو اس کے ثبوت میں کوئی آیت پڑھو۔

لہ۔ ناظرین ساری تقریر کو غور سے پڑھ جائیں۔ کسی لفظ سے پتہ ملتا ہو؟ کہ مہاشہ جی نے یہ ثابت کیا ہو کہ ویدک دہرم عالمگیر ہے اور اسلام عالمگیر نہیں۔ حالانکہ مناظروں کے دو دو فرض تھے۔ ایک اپنے مذہب کو عالمگیر ثابت کرنا دوسرا مخالف کے مذہب کو غیر عالمگیر ثابت کرنا چنانچہ مولانا صاحب نے کر دیا۔ مگر مہاشہ جی ادھر اُدھر کی باتیں کہہ کر چلتے بنے۔ افسوس

(مؤلف)

دوسری تقریر - از مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب

سر پریزیڈنٹ اور معزز حاضرین!

میںنے اپنی پہلی تقریر کے شروع میں کہدیا تھا کہ عالمگیر مذہب کے کیا معنے ہیں یعنی اس مذہب میں قابلیت ہو کہ تمام دنیا کے انسان اسکو قبول کر لیں اور کسی قسم کا فرق نظام عالم میں نہ آنے پائے۔

ہاں یہہ بات ٹھیک ہے کہ وہ کتاب بھی تمام انسانوں کو اپنی طرف بلاتی ہو - آپ قرآن شریف کی آیت طلب کرتے ہیں - بیشک میں بتلاؤنگا - مگر فی الحال "ہاں" یا "نہیں" میں جواب دو کہ یہ معیار آپ کو منظور ہے یا نہیں آپ کو ہاں یا نہیں میں جواب دینا چاہئیے - لیجئے ان الفاظ میں جواب دیجئے کہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ جس مذہب سے نظام عالم میں فرق نہ آئے وہی مذہب عالمگیر ہے [۱]۔

[۱] - یہ ایک عجیب دلچسپ نظارہ تھا کہ مولوی صاحب کے دریافت کرنے پر پنڈت دھرم بیر صاحب ہر ایک کا منہ دیکھتے تھے - اور اپنی پارٹی سے دریافت کرتے تھے کہ کیا کہوں - اقرار کر لوں - ڈاکٹر لچھمی دت کی اور کئی ایک اور آوازیں (آہستہ سے) آئیں انکار کر دو - مہاشہ دھرم بیر - پھر کیا کہوں ! حاضرین میں سے اکثر نے بے ساختہ قہقہہ لگایا - جن کو خاموش کیا گیا -

مولوی صاحب :- جناب جواب جلد دیجئے - اقرار کیجئے یا انکار - مہاشہ دھرم بیر (پارٹی سے) بتلاؤ کیا کہوں - ڈاکٹر لچھمی دت اور دوسری آوازیں :- جو تمہارا جی چاہے - اسپر مہاشہ جی بہت گھبرائے ہوئے اٹھے - اسوقت بیچارے کی صورت یاس قابل دید تھی - حاضرین ہنستے تھے - آخر پسینہ پونچھتے ہوئے یہ جواب دیا کہ "دیسے میں مانتا ہوں" جس کو سنکر مولانا نے فرمایا اچھا بیٹھ جاؤ - اور چوتھی دفعہ تقریر شروع فرمائی -

(مولف)

چوتھی تقریر - از مولینا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب

(۱) بہر حال یہ طے ہو گیا کہ عالمگیر مذہب وہ ہو سکتا ہے۔ جس پر چلنے سے نظام عالم میں گڑبڑ نہ ہو۔

راہ پر اُن کو تو لے آئے ہیں ہم باتوں میں
اور کھل جائینگے دو چار ملاقاتوں میں

معزز حاضرین میں نے یہ بھی عرض کر دیا تھا کہ عالمگیر مذہب وہ ہے جس کو تمام دنیا قبول کر سکے اور یہ خوبی قرآن مجید میں موجود ہے۔ قرآن تمام عالم کے لئے ہدائت ہے۔ اور اس کے علاوہ مسلمانوں کا عمل بھی اسکا شاہد ہے کہ خواہ کوئی کسی ملک کا رہنے والا ہو کسی دین و ملت کا ہو جہاں اُس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا ہمارا بھائی ہو گیا۔
اسلام میں قابلیت ہے کہ تمام عالم کو جذب کرلے بتلاؤ اس سے کیا خرابی لازم آتی ہے۔ کیا بکری کا دودھ نہ ملے گا۔ یا گائے کا گھی نہ ملیگا وغیرہ وغیرہ۔

(۲) آپ کا سوال یہ ہے کہ وید کا منتر نہیں بتلایا۔ کل کو تناسخ پر بحث ہونے والی ہے۔ مجھے خیال تھا کہ یہ مسئلہ تو آپ کا مسلمہ ہے۔ کچھ چون وچرا کی گنجائش نہ ہوگی۔ مگر آپ کی سیری نہ ہوئی۔ خیر اب نقد لیجئے۔ اُدھار نہ کہائیے۔ اتھرو وید کانڈ پانچ۔ منتر دو۔ سوامی دیانند ترجمہ لکھتے ہیں:۔

"مخلوق جیو جیسے عمل کرتے ہیں۔ اگلے جنم میں انہی کے مطابق اچھے یا بُرے قالب ملتے ہیں"

کیوں مانتے ہو؟ جیسا اگلے جنم میں انسان ہوتا ہے۔ ویسا ہی اپنی بد اعمال کے مطابق حیوانی قالبوں میں جاتا ہے۔ کبھی وہ گائے کی جون میں جاتا ہے کبھی وہ گدھے کے قالب میں جاتا ہے۔

لوگ اگر وید پر عمل کرنے لگ جائیں - تو نہ گائے ملیگی نہ حیوانی سواری
اور نہ کوئی عورت ملیگی - معلوم ہو گیا کہ ویدک دھرم کے ماننے سے نظام
عالم بگڑ جائیگا - کہو بگڑا یا نہیں - پس عالمگیر مذہب وہ ہے جسکے ماننے سے
نظام عالم خراب نہ ہو -

اور وہ دین اسلام ہے کہ اسکے ماننے سے نظام عالم میں کوئی خرابی
نہیں آسکتی -

سردست سوال صرف اصولی ہے کہ کیا اسلام کے ماننے سے خرابی آئیگی
یا ویدک دھرم کے ماننے سے - سب کے سب نماز پڑھنے لگجائیں اور روزے
رکھیں تو کیا بھینس گائے نہ ملیگی - گھوڑا نہ ملے گا - یا کوئی اور ضروری اشیاء
کا ملنا بند ہو جائیگا -

اب میں چند وعدہ وہ آیت سناتا ہوں کہ جس سے معلوم ہو کہ قرآن
مجید سب کے لئے ہدایت ہے - اور وہ سب کو اپنی طرف بلاتا ہے - سنئیے قرآن
کہتا ہے هُدًى لِّلنَّاسِ (قرآن مجید سب لوگوں کے لئے ہدایت ہے)
باقی رہے آپکے دوسرے غیر متعلق اعتراضات - میں ان میں سے ایک
کو بھی نہ سنونگا - تا وقتیکہ یہ اصولی سوال حل نہ ہو جائے -

چوتھی تقریر - جوابات از مہاشہ دھرم بیر صاحب !!

مولوی صاحب نے خود اعتراف کیا ہے کہ وہ اردو کتاب سے منتر
پیش کر رہے ہیں - گویا وہ اصلی وید کا منتر نہیں پڑھ سکتے اور نہ دکھلا سکتے
ہیں -

بھلا مہاشہ جی مولوی صاحب کیا اصلی وید کا منتر پیش کریں - پہلے آپ یہ تو بتائیے
کہ آپنے چاروں وید کبھی دیکھے بھی ہیں - پڑھنا تو الگ رہا - دعا دو سوامی جی کو جس نے
ڈیڑھ وید کا ترجمہ کرکے آپ جیسے شیخی بازوں کو مسلمہ اہل کتاب کے منہ آنیکا موقع دیا -

میں نے عرض کیا تھا اور اب پھر کہے دیتا ہوں کہ آریہ ایسا کہاں مانتے ہیں کہ گناہ کرنے سے انسان حیوانی قالب اختیار کرتا ہے۔[۱]

یہ تو ہوا آپ کے منتر والے فقرے کا جواب ہے۔[۲] اب اور لیجئے اگر بفرض محال یہ مان لیا جائے کہ اسکا یہ مطلب ہے کہ گائے دودھ نہ دیگی۔ نہ دے اور دودھ بن سکتا ہے۔ بنولے۔ گھاس اور دانہ مشین میں ڈالکر دودھ نکال سکتے ہیں۔[۳]

سواری کے لئے موٹریں موجود ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ گھوڑے یا گائے کے نہ ہلنے سے نظام شمسی میں کیا فرق آئیگا۔[۴]

اب اور لیجئے یہ بات انسانی طاقت سے باہر ہے اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ کہ تمام انسان ایک ہی مذہب قبول کرلیں مگر ہم فرض کئے لیتے ہیں کہ تمام دنیا کے انسان اگر مسلمان ہو جائیں اور روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے لگیں تو بتلاؤ کہ دوزخ کو کیوں بنایا گیا ہے۔[۵]

۱؎ اسپر تمام حاضرین جلسہ میں ایک فرمائشی قہقہہ پڑا۔ خواہ وہ ہندو تھے یا مسلمان (ہاں شاید آریہ نہ ہوں کیونکہ اُن کے لیئے تو یہ ایک ندامت کی ہنسی ہوتی۔ مگر باقی سب ہنستے تھے) جن کو ایسی ہنسی سے منع کیا گیا۔ اور مہاشہ جی چاروں طرف متحیر دیکھتے تھے آخر کار پسینہ پونچھتے ہوئے فرمانے لگے۔

۲؎ شاباش مہاشہ جی خوب جواب دیا۔

۳؎ اور اسی ترکیب سے انسان بھی پیدا ہو سکتے ہیں جیسے مشین سے مرغی کے بچے نکالے جاتے ہیں۔ پھر تو دودھ کی ضرورت ہی کیا۔ دانہ۔ گھاس بنولے کھائے پیٹ کی مشین دودھ کی طاقت اس معنوی غذا سے خود حاصل کریگی۔ میں تو کہتا ہوں یہ عمل ابھی سے شروع کردیجئے دودھ کی نسبت دانہ گھاس پر خرچ کم آئیگا۔

۴؎ کچھ بھی نہیں موٹر کے پیچھے ہل باندھ دیا۔ زمین جوتی جوتائی تیار۔

۵؎ جناب صرف آپ کے واسطے۔ (مؤلف)

نیا اعتراض۔ اگر جو نہی سب لوگ مسلمان ہو گئے تو ضرور دوزخ خالی رہیگا۔ اور دوزخ کو خالی نہ رہنا چاہیئے[۱]۔

اگرچہ ایسا ہو جانے سے ہمارے یہاں تو کوئی نقصان نہیں آسکتا۔ البتہ اگر نقصان پڑیگا تو اسلام میں پڑیگا۔

میں نے جتنے اعتراض کئے تھے مولویصاحب نے اُن کو چھوا تک نہیں۔ میں نے اعتراض کیا تھا کہ قرآن میں ہے کہ ای محمدؐ تو ڈرا مکہ والوں کو اور اطراف والوں کو اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ ایک اور آیت پڑھ دی۔ اگر اس آیت کے وہی معنے مان لئے جائیں جیسے آپ بتاتے ہیں تو اِن دونوں آیتوں میں اختلاف پایا جاتا ہے[۲]۔

تیسرا معیار مینے تبلایا تھا کہ عالمگیر مذہب وہی ہو سکتا ہے جو گناہ کی باتیں نہ سکھلائے۔ مگر مذہب اسلام میں توبہ کا مسئلہ موجود ہے۔ کہ خواہ کیسا ہی گناہ کرو جونہی توبہ کی اور گناہ معاف ہو گیا۔ اب تبلائیے ایسا مذہب جسمیں ایسی تعلیم ہو کیونکر عالمگیر ہو سکتا ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ خدا خود گمراہ کرتا ہے۔ پھر کیسے کوئی نیک راستہ پر چل سکتا ہے۔ اور لیجئے ایک شیطان بھی ہے جو انسانوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اور لیجئے فرشتوں۔ دوزخ اور جنت پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص گوشت خوری نہ کرے تو کیونکر مسلمان ہو سکتا ہے۔ اسلام میں پانچ وقت کی

---

[۱] ہمارے مہاشہ جی کو دوزخ کے خالی رہنے کا خیال ایسا ستا رہا ہے۔ جیسے کسی کو اپنے وطن کے اُجاڑ ہونے کا۔

[۲] ہیں! یہ کیا؟ اگر اس آیت کے وہی معنے مان لئے جائیں جیسے آپ بتاتے ہیں۔ ابھی آپ تو ابھی کل کی چوتھی تقریر میں فرما گئے ہیں۔ کہ اگر مولوی صاحب چاہیں تو سوا نہیں مباحثہ ہو سکتا ہے۔ پھر اب آپ مولوی صاحب کے بتائے ہوئے معنی پر قناعت کیوں کرتے ہیں۔ یہ تو اُن کی عربی دانی سے بہت بعید۔ انکسار اور عجز ہے۔ (مولف)

نماز فرض ہے۔ اب بتلایئے اگر کوئی شخص آفس میں ملازم ہے تو وہ کیونکر ظہر کی نماز ادا کریگا۔ اگر ادا کی تو کام میں خلل واقع ہوگا۔ اسلام پر جتنے اعتراضات کئے ہیں اُن کا جواب دیجیئے۔ ورنہ پبلک یہی سمجھے گی کہ آپ جواب سے قاصر ہیں۔ آیندہ سے سوامی دیانند کا ترجمہ ہندی میں پڑھا کیجیئے۔ خواہ مخواہ ٹال مٹول نکیجیئے۔ جواب دیا کیجیئے۔

پانچویں تقریر۔ از مولینا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب

سر پریزیڈنٹ اور معزز حاضرین!-

پنڈت جی کی تقریر کا مطلب یہ نکلا کہ اسلام کے ماننے سے بھی کچھ فرق آجاتا ہے یعنے دوزخ خالی رہ جاویگی۔

سُنیئے جناب ہماری تو دعا ہے کہ دوزخ خالی ہی رہے۔ انبیاء اسی لئے تو آئے کہ دوزخ خالی رہے۔ کیا دوزخ کے خالی رہجانے سے نظام عالم میں فرق آسکتا ہے۔ ہرگز نہیں خدا کرے کہ دوزخ کو تالے لگ جائیں ہاں سُنیئے ؎

در فیض محمد وا ہے آئے جسکا جی چاہے

نہ آئے آتش دوزخ میں جا جسکا جی چاہے

دوسری بات یہ کہی گئی تھی۔ کہ اسلام میں آنے سے گوشت کھانا ضروری ہوگا اور بہت سے لوگ گوشت کھانا پسند نہیں کرتے۔ میں کہتا ہوں نہ کھائیں کچھ پروا نہیں۔ میں آپ کو علمائے اسلام سے فتوی لکھائے دیتا ہوں کہ جو گوشت کھانا پسند نہ کریں وہ اسلام قبول کرنے پر سچے مسلمان بن سکتے ہیں۔

اور کہا جاتا ہے کہ ختنہ کی وجہ سے نظام عالم بگڑ جاتا ہے۔ یہ ایک ایسی بات کہی گئی ہے جسکا کوئی بھی مطلب نہیں۔ ایسی ہی اور غیر ضروری

باتیں جنکا جواب ضروری نہیں۔

خبر۔ اگر کوئی شخص اوفس میں نوکر ہے تو دو نمازوں کو ملا کر پڑھ سکتا ہے۔ کوئی ہرج نہیں۔ آجاؤ تم سیدھے راستے پر اور دیکھو کہ یہ نماز کتنی سہل ہے کسی قسم کی تکلیف اس میں نہیں۔ ہمارا طرز عمل دیکھو گرمیوں میں روزے رکھ سکتے ہیں اور بغیر کسی قسم کی تکلیف کے نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔

جو اصل سوال ہے وہ آریوں سے نہیں اٹھ سکتا۔ اگر وید کو سب مان لیں اور اسکے مطابق عمل کرنے لگیں تو نہ بھینس ملیگی نہ ہل جوتنے کو بیل ملینگے۔ نہ عورت ہی ہوگی۔ نظام عالم درہم برہم ہو جائیگا۔ تمام دنیا کا ستیاناس ہو جائیگا۔

اور بہت سے سوالات اکیے گئے ہیں۔ جنکا جواب دینے سے شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمایا ہے[۲]۔ مگر جتنے سوالات بحث کے متعلق تھے انکا جواب دیا گیا۔ مہربانی سے اصل سوال پر آئیے اور جواب دیجیے[۱]۔

---

[۱] مولانا کی تقریر ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ آریہ صاحبان کی خوش قسمتی سے اتفاقاً بارش نہایت زور سے شروع ہوگئی جسکی وجہ سے جلسہ برخاست کرنا پڑا۔ اگر بارش نہ ہو جاتی تو ابھی ڈیڑھ گھنٹہ اور بحث ہوتی۔ اور مہاشہ جی مولوی صاحب کی گرفت سے ہرگز نہ بچ سکتے۔ سنا ہے کہ مہاشہ جی نے اپنے استھان پر پہنچکر شکر کیا کہ آج ایشور نے بڑی خیر کی ورنہ بڑے پھنسے تھے۔ واقعی بے چارے مہاشہ جی کی حواس باختگی دیکھنے کے قابل تھی جو حاضرین جلسہ سے پوشیدہ نہیں رہی۔ گو مہاشہ جی اور دوسرے سماجی جو موجود تھے اپنی ہٹ دھرمی سے نہ مانیں۔ مگر دل میں تو ضرور اس قلعی کھلنے پر نادم ہونگے۔

(مؤلف)

[۲] "جواب جاہلاں باشد خموشی"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناظرۂ روز سوم مورخہ ۲ جون ۱۹۱۵ء شب چہار شنبہ

تقریر جناب پادری ہنسلی صاحب بہادر ایم اے پریسیڈنٹ مناظرہ

حاضرین!

کل بارش کے سبب سے جلسہ نو بجے ختم ہوگیا۔ مگر مضمون باقی رہگیا تھا۔ اس لئے ہم آج ایک گھنٹہ اور دیں گے۔ اور پھر اس کے بعد اواگون یعنے تنسخ پر بحث شروع ہوگی۔ سب لوگ خاموشی سے سنیں۔ اور اسکے بعد جلسہ ختم ہوجائیگا اب مولوی صاحب شروع کریں۔

تقریر مولینا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب

مسٹر پریذیڈنٹ، و معزز حاضرین!

مینے کہا تھا کہ مذہب میں قابلیت ہو کہ وہ تمام دنیا کے انسانوں کو جذب کرسلے۔ اور وہ لوگ اُسے قبول کرلیں تو کسی قسم کا فرق نظام عالم میں نہ آئے۔

اسپر کہا گیا ہے کہ یہ فرضی بات ہے۔ حضرات اقلیدس کا اصول موضوعہ ہے کہ ہم ہر دو نقطوں میں خط ملا سکتے ہیں۔ اسی طرح ہر ممکن واقع کو فرض کرسکتے ہیں۔ یہ فلسفیانہ طریق ہے۔ اسپر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

پس یہ سوال فرضی نہیں ہے۔ بلکہ زبردست دلیل ہے۔ جو مذہب منوانے کی غرض سے پیش کیا جائے۔ اُس کو اس قاعدہ سے جانچنا چاہئے۔ اس قاعدے اور اصول سے ہمیں دیکھنا چاہئے کہ تمام لوگ ویدوں کے

تابعدار ہو جائیں اور ویدک دہرم کے مطابق سندھیا کرنے لگیں یعنے پوری بھگت ہو جائیں تو حیوانات بالکل نہ رہینگے۔ کہا گیا ہے کہ موٹر سے کام چلا لینگے ریل سے کام لینگے۔ مگر اب بھی باوجود ریلوے اور موٹر ہونے کے جانوروں کی کس قدر ضرورت ہے۔ فوجوں میں کتنے گھوڑے اب بھی رکھے جاتے ہیں۔ گھوڑوں خچروں کا تو حساب ہی نہیں۔

ڈاکٹری سائینس ہم کو بتلاتا ہے کہ نطفے میں کیڑے ہوتے ہیں۔ وہ کیڑے انسانوں کی پیدائش کا باعث ہیں۔ پس اگر انسانوں کے نیک عمل کرنے کی وجہ سے منی میں وہ کیڑے نہ پڑیں تو نسل انسان بھی منقطع ہو جائیگی۔

ویدک دھرم کے مطابق تو نہ جانور ہی ہونگے نہ سبزی ہی اُگیگی۔ نہ کوئی پھل ملیگا نہ پھول۔ کیونکہ ویدک دہرم کے مطابق درختوں میں بھی روح ہے۔ غرضکہ دُنیا نیست و نابود ہو جائیگی۔ جس طرح کہ جرمن کی سفاکیوں سے بلجیم کا ستیاناس ہو گیا ہے۔ ساری دُنیا پر ایسی بربادی آئے گی کہ گیہوں کا ایک دانہ بھی میسر نہ ہوگا اور نہ کوئی پھل ڈہونڈھے سے ملیگا۔

مگر اسلام کے قبول کرنے سے کسی قسم کا خلل نظام عالم میں واقع نہیں ہوتا۔ اسلیئے دعا ہے ؎

ہند کو اس طرح اسلام سے بھر دے الٰہی شاہ
کہ نہ آئے کوئی آواز جز اللہ اللہ

مینے اپنی تقریر کو واضح الفاظ میں ختم کر دیا۔ باقی رہے آپ کے بچوں والے اعتراض۔ ان کے جواب بہری چٹکیوں میں ہیں۔ اگر ہاتھ کو اس طرح جھٹک دوں تو ہزاروں جواب ان ناخنوں میں سے نکل پڑینگے۔ مگر اصل مطلب سے الگ ہونا مجھے پسند نہیں۔ اب میں سُننا چاہتا ہوں کہ آپ اس اصولی بحث کا کیا جواب دیتے ہیں۔

پہلی تقریر جوابات - از مہاشہ دھرم بیر صاحب

کل بارش ہونیکی وجہ سے میں جواب نہ دے سکا تھا - مولوی صاحب جس سوال کو بار بار دہراتے ہیں وہ ایک مفروضہ ہے - جبکہ ایک گھر کے سب آدمی ہمخیال نہیں ہو سکتے تو تمام دنیا کے انسان کیسے ہمخیال ہو سکتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ قطب شمالی میں بغیر جانوروں کے کیسے کام چلتا ہے - یا تھوڑی دیر کو قطب شمالی کے شمال کو چھوڑ دیا جائے تو ذرا آپ غور تو کریں میرے مذہب کے موافق اگر کوئی نیک کام کرے تو اس کی مکتی ہو جائیگی - پھر کون ہوگا جسے گھوڑے کی ضرورت پڑیگی یا دوسرے جانوروں کی محتاجی ہوگی - کیونکہ تمام انسان تو مکتی پا جائینگے -

اور یہ جو مولوی صاحب کہتے ہیں کہ منی میں کیڑے ہوتے ہیں یہ بالکل غلط ہے - کوئی ڈاکٹر اس بات کو نہیں مانتا کہ منی میں کسی قسم کے جاندار پائے جاتے ہیں - یہ کہنا ہرگز درست نہیں ہے۔

ف۱ پنڈت جی آپ ایسے فلسفیانہ اصول کو مفروضہ بتاتے ہیں - آپ کو چاہیئے تھا کہ کسی ایسے ہی مفروضہ دلیل سے اسے رد کرتے - مگر آپ ایسا نہ کرسکے نہ کر سکتے تھے -

ف۲ - پنڈت جی آپنے تو ابھی کل کی تقریر میں فرمایا تھا کہ اگر کوئی طالب علم ان سوالوں کا جواب قرآن مجید کے موافق لکھے تو ضرور فیل ہو جائیگا - مگر منی میں کیڑوں کا انکار (جسکو سارے عقلا تسلیم کرچکے ہیں) کیا یہ وید کی رو سے ہے - اور اسی انکار پر آپ نے فضیلت کی ڈگری حاصل کی ہے۔

مہاشہ جی پہلے کسی سے دریافت کر لیا ہوتا - پھر کہا ہوتا کہ مولوی صاحب غلط کہتے ہیں - مگر پبلک میں ایسا صریح جھوٹ دہرانا اور انکار یہ آپ ہی جیسے نوجوانوں کا کام ہے

(مولف)

کیا مولوی صاحب نے اس کا خود تجربہ کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہم بتاتے ہیں کہ جسوقت انسان پیدا ہوتا ہے اُس کے پچھلے کرم اچھے ہوتے ہیں۔ جو اُسے انسانی جون دلاتے ہیں۔

اگر آپ اصل منتر کا ترجمہ نہیں کر سکتے تو اُسکو پڑھکر ہی سنا دیجئے۔ اصل منتر میرے پاس موجود ہو۔ ہم ترجمہ پر یقین نہیں کر سکتے[1]۔ خواہ سوامی جی کا ہی ترجمہ کیوں نہ ہو[2]۔ کیونکہ مولوی صاحب کو بھی اگر قرآن کا ترجمہ معتبر نہ ہو تو اُسے نہ مانینگے۔ پس میں بھی کیسے مان سکتا ہوں۔ اور اگر مولوی صاحب رِگ وید پڑھ بھی نہ سکتے ہوں تو میں خود پڑھنے کے لئے تیار ہوں۔ مگر ہاں جس حالت میں مولوی صاحب قرآن کے تمام ترجموں کو مان لیں تو میں بھی سوامی جی کے ترجمہ کو مان لینے کے لئے تیار ہوں۔

اس کے علاوہ میں بتلانا چاہتا ہوں کہ مینے یہ معیار پیش کیا تھا کہ قرآن

---

[1] آریہ مناظر کی بے بسی کی دلیل اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ خود ہی تو کتابوں کے ترجمے شایع کرتے ہیں تاکہ ملک میں ویدوں کی اشاعت ہو جب اُن ترجموں سے مسلمان کام لینا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں اصل منتر پڑھو۔ کوئی ان سے پوچھے سوامی دیانند نے اصل قرآن پڑھا تھا یا ترجمے ہی دیکھے تھے۔ ہائے ہٹ دھرمی تیرا بُرا ہو۔ (مؤلف)

[2] ناظرین جب کوئی اہل اسلام صرف دیانند بغیر لفظ سوامی کے بڑھائے ہوئے کہدے تو آریہ لوگ کپڑوں سے باہر ہو کر رسول کریم کی شان میں (جنکے ہر لفظ ہر حرف کو مسلمان آسمانی سمجھتے ہیں) گستاخی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ مگر خود آریہ لوگوں کا یہ حال ہے کہ جب گرفت میں آتے ہیں تو صاف کہدیتے ہیں کہ ہم سوامی جی کے ترجمہ کو نہیں مانتے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آریہ لوگ سوامی جی کو محض اپنی پولیٹکل چال سے برگزیدہ کہتے پھرتے ہیں ورنہ اُن کے نزدیک سوامی جی ایک معمولی آدمی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے جیسا کہ اب پنڈت جی کی تقریر سے ظاہر ہے کیا کوئی آریہ بتا سکتا ہے کہ کسی مسلمان نے رسول کریم کے کسی قول سے انکار کیا ہے۔ پس آریوں کو جو سوامی دیانند کے پیرو ہیں۔ اہل اسلام کے مقابلہ میں آکر ایسا کہنا دوب مرنے کی بات نہیں ہے؟۔ خود تو سوامی جی کی توہین کرتے ہیں۔ اور ہم سے عزت چاہتے ہیں۔ ایں چہ بوالعجبی ست (مؤلف)

خود کہتا ہے کہ میں مکہ اور اُسکے اِردگرد والوں کیلئے ہوں - اور عرب کے لئے ہوں
مولوی صاحب اُسے نہ معلوم کیوں تمام دنیا کے لئے قرار دیتے ہیں - اگر تمام دنیا
میں کوئی عالمگیر مذہب ہے تو وہ ویدک دھرم ہے - اور اسلام زیادہ سے زیادہ
عرب کے لئے - اور قرآن شریف کی تعلیم ایسی ہے کہ اگر اُس کے مطابق کوئی طالب
علم جواب لکھے تو فیل ہو جائے - جیسے سورج کیچڑ میں ڈوبتا ہے - زمین ساکن
ہے - اور خدا نے سات آسمان بنائے - حالانکہ آسمان در اصل خلا کا نام
ہے - اور خدا جسکو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے -

مولوی صاحب میرے تمام سوالوں کا جواب دیں - کل کی طرح یہ کہکر کہ ایسے
سوالوں کا جواب دینے سے شیخ سعدی منع فرماتے ہیں - ٹال نہ دیں - مہربانی
کر کے تمام سوالوں کا جواب دیجئے - ورنہ میں سمجھونگا کہ مولوی صاحب جواب
دینے سے قاصر ہیں -

دوسری تقریر - از مولینا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب

سپریذیڈنٹ اور حاضرین!

بحث اس نقطہ پر آکر ٹھہر گئی ہے - کہ کیا دنیا میں ایشور گناہ کی وجہ سے
حیوانوں کو پیدا کرتا ہے یا نہیں - اس کا کُھلے لفظوں فیصلہ ہونا چاہیئے جبکہ
آپ کا یہ مذہب ہے تو اقرار کرنا فرض ہے - انصاف اور خدا ترسی بھی کوئی چیز
ہے - اگر آپ کا دھرم یہی ہے تو میرا سوال بجا - اور آپ کا جواب بیجا -
پس ویدک دھرم نہیں چل سکتا - کیونکہ وہ گناہ پر مدار رکھتا ہے -
آپ کا یہ کہنا کہ میں سنسکرت نہیں جانتا ٹھیک نہیں - کیونکہ سوامی دیانند
جتنی عربی جانتا تھا - اُس سے زیادہ سنسکرت میں جانتا ہوں - ان بالائی
باتوں سے تو یہ بہتر ہے کہ آپ کھلے لفظوں میں کہدیجئے کہ یہ میرا دھرم
ہرگز نہیں کہ گناہ کی وجہ سے انسان حیوان بنا کرتے ہیں - فتح تو سچائی کی ہے

ہے۔ خدا دلوں کے حال کو جانتا ہے۔ پس آپ صاف لفظوں میں کہئے کہ انسان اپنے پاپوں کی وجہ سے حیوان نہیں بنا کرتے۔

اب رہے قرآن مجید کے تراجم۔ ہم کو تمام ترجمے منظور ہیں۔ خواہ کوئی ترجمہ جارج سیل کا ہو۔ یا پادری عماد الدین کا۔ مگر چونکہ ہم عربی جانتے ہیں۔ اس لئے ہمیں تو ترجمہ کی ضرورت نہیں۔ آپ ذرا انصاف سے کام لیجئے۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے۔

نماز بیشک فرض ہے۔ اس سے نظام عالم میں کیا فرق آگیا۔ کیچڑ میں سورج ڈوبتا ہے۔ ایسا اسلام ہرگز نہیں کہتا۔ آپ کہے جایئے۔

دوسری تقریر۔ جوابات از مہاشہ دھرم بیر صاحب

آپ جو مجھے جواب دینے کے لئے مجبور کر رہے ہیں کہ جانور کیسے بنے۔ جانوروں کے نہ ہونے پر دنیا کا انتظام کیسے قائم رہیگا۔ کیا یہ جلسہ مدرسہ ہے یا مکتب۔ جو آپ مجھسے ایسے سوال کر رہے ہیں[1]۔

آپ کا یہ کہنا کہ پنڈت دیانند جتنی عربی جانتے تھے اُس سے زیادہ سنسکرت میں جانتا ہوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے غلطی سے کہا ہوگا۔ کیونکہ آپ نے اکثر میری عربی دانی پر اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ محمد صاحب جتنی عربی جانتے تھے اُن سے کہیں زیادہ عربی میں جانتا ہوں اگر آپ کو یقین نہ ہو تو آؤ عربی میں مناظرہ کر لو[2]۔

[1] قرآن شریف کے مطابق اگر طالب علم جواب نہ لکھ سکے تو فیل ہو جائے۔ ایسے بیہودہ اعتراض تو جائز مگر مہاشہ جی سے جو دریافت کیا جائے تو کہتے ہیں یہ جلسہ ہے مکتب نہیں کیا کہنے ہیں (مولف)

[2] ناظرین بحص نوٹ نمونہ آریہ کی بدزبانی ملاحظہ کی۔ رسول کریم کی شان میں یہ لغو بیانی۔ اسی بدزبانی کے لئے اس کا بار رہا اسلام پر ڈالا تھا۔ مسلمانان جبلپور نے نہایت تحمل سے کام لیا۔ مگر خدائی غیرت اندر ہی اندر کام کر گئی۔ یہی بدزبان مقام لودہانہ میں بدزبانی کی وجہ سے پکڑا گیا اور ایک سال قید و پانچسو روپیہ جرمانہ ہوا جو ہائیکورٹ تک اپیل پر سولہ سو سے زائد رقم خرچ ہونے پر بھی تین ماہ قید رہا۔ (مولف)

میں سمجھتا ہوں کہ آپ ایسی باتوں میں وقت گذارنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے نقل کیا تھا۔

دیکھئے اب میں بتلانا چاہتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ جو ہمارے سوالات کا جواب نہیں دیتے۔ اس لئے کہ مولوی صاحب جواب دینے سے قاصر ہیں۔ اور وقت کو ٹلانا چاہتے ہیں۔

میری باتوں میں سے بتلائیے کہ کسی سوال کا جواب دیا ہے۔

ف۱ تقریر بالا کو سنکر عام اہل اسلام میں ایک جوش پھیل گیا تھا اور ہر طرف سے مہاشہ جی کے خاموش کرانے کی صدا آرہی تھی۔ مگر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سید محمد منظور احمد صاحب کی دور اندیشانہ روش نے سب کو ٹھنڈا کر دیا۔ اگر مولوی صاحب نے پنڈت جی کی عربی دانی پر حملہ کیا تھا تو پنڈت جی نے کونسی کسر باقی رکھی تھی۔

اگر اس خیال سے بدزبانی جائز سمجھی کہ مولوی صاحب نے یہ کہا کہ میں سنسکرت اُس سے زیادہ جانتا ہوں جتنی دیانند عربی جانتا تھا۔ تو اگر کچھ انصاف ہے تو غور کرو کہ مولوی صاحب نے بے جا نہیں کہا۔ کیونکہ سوامی عربی کا ایک حرف نہ جانتا تھا۔ پیغمبر عرب کی نسبت یہ کہنا کہ میں اُن سے اچھی عربی جانتا ہوں (جن کی مادری زبان عربی تھی) کہانتک نغو بیانی ہے۔ کیا کبھی کسی مسلمان نے یہ دعوے کیا ہے۔ کہ رسول کریم سنسکرت جانتے تھے علاوہ ازیں دیکھو آج ہی یہ کہا گیا ہے کہ ہم ترجمہ پر یقین نہیں کرتے۔ خواہ سوامی جی کا ہی ترجمہ کیوں نہ ہو۔ پس جب آریہ لوگ خود ہی اپنے لیڈر کو وقیع نہیں سمجھتے تو دوسرا کیا سمجھے گا۔ خاکسار کو سوامی جی کی ساری ہی خبر ہو۔ لہٰذا آریہ سماج کو اپنے طرز عمل پر نفرین کرنی چاہئیے۔ اور آئندہ کے واسطے احتیاط لازم ہے۔

(مؤلف)

میں نے کہا تھا کہ ایک سائینس دان کیسے سات آسمان تسلیم کریگا۔ جیسے کہ میں نے کل ایک آیت پڑھی تھی۔ اور خدا خود گمراہ کرتا ہے۔ مگر کچھ جواب نہیں دیا۔ جو مذہب خود برائی کی تعلیم دیتا ہو وہ کیسے عالمگیر ہو سکتا ہے۔ اسلام توبہ کی تعلیم دیتا ہے۔ڈاکو ڈاکہ زنی کریگا اور توبہ کر لیگا۔ یہانتک کہ توبہ کی تعلیم سے تو ہر شخص کود کود کر گناہ کریگا اور بعد میں توبہ کر لیگا۔ چلو چھٹی ہوئی۔ مگر مولوی صاحب اس کا جواب نہیں دیتے۔

ذرا بتائیں! روح کیوں باندھی گئی۔ اور کیوں خدا نے جسکو چاہا برا بنایا۔ اور جسکو چاہا بھلا بنایا۔ جبکہ مذہب کا منشاء ہے چھوٹ جانا۔ تو کیوں پھر روح کو جسم میں مقید کیا۔ اسکا بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ سوائے اسکے کہ جواب میرے ناخنوں میں ہیں۔ اور ایسے بچوں کے سے اعتراضات کے جوابات تو ہاتھ ہلانے پر چٹکیوں سے جھڑ پڑینگے۔ لیکن میرے جوابات نہیں نکلتے۔

کیا پبلک ان سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتی کہ پرسوں سے مولوی صاحب میرے سوالوں کا کیا جواب دے رہے ہیں۔ امید ہے کہ اگلی دفعہ مولوی صاحب سب باتوں کا جواب دینگے اور یہ بھی بتائینگے کہ ان کے خیال میں انسانوں اور حیوانوں میں الگ الگ قسم کی روحیں ہیں۔ اور لیجیے ایک آزاد خیال کا آدمی اگر اسلام میں آنا چاہے تو اس کو لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی کہنا پڑیگا سیلیجیے اور سنئے خدا خود گمراہ کرتا ہے خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ بھلا بتلاؤ بچارے کیا کریں جب ان کے دلوں پر مہریں کردی گئی ہوں اور کانوں پر پردے ڈالدئے گئے ہوں۔

ف ۵۱ توبہ کے معنے ہیں پشیمان ہونا۔ اگر اہل اسلام اپنے گناہ پر پشیمان ہو کر بخشش کے خواستگار نہ ہوتے تو آج آریہ سماج کی طرح بے باک ہوتے۔

ف ۵۲ یہ ہے مہاشہ جی کا عربی دانی کا دعوے اور عربی پڑھ۔ لاکھ دعوٰی کرو۔ مگر عاقلاں خود

تیسری تقریر - از مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب

مسٹر پریزیڈنٹ!

عدالتوں میں دستور ہے۔ تنقیح کے متعلق جو سوال بیرسٹر کرتا ہے اُسکا جواب لائق وکیل دیتا ہے نہ کہ غیر ضروری سوالوں کا جواب۔ پس اگر ایسے غیر متعلق سوالوں کا جواب دینا ضروری ہے۔ تو مجبوراً عرض کرتا ہوں۔

کیا سورج کیچڑ میں ڈوبتا ہے۔ ہرگز ہرگز قرآن شریف میں نہیں ہے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یوں ہے جب ذوالقرنین قریب کنارہ سمندر کے جا پہونچا تو اُس نے سمجھا کہ سورج کیچڑ میں ڈوبتا ہے۔ جنھوں نے بمبئی وغیرہ شہروں کی سیر کی ہے۔ اُنھوں نے دریا کے کنارے یہ تماشا ضرور دیکھا ہوگا کہ سورج آہستہ آہستہ سمندر میں ڈوب رہا ہے۔

خدا گمراہ کرتا ہے۔ ہاں خدا اُن کو گمراہ کرتا ہے جنکے دلوں میں تکبر ہے غور سے سنو! کذالک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار۔ خدا ہر ایک سرکش کے دل پر مُہر کر دیتا ہے۔ اور ایک دوسرے مقام پر ہے کہ خدا فاسقوں کو گمراہ کرتا ہے یعنے ایک شخص ہمیشہ ہاتھ اونچا کئے رہتا ہے۔ ضرور ہے کہ وہ ہاتھ بیکار ہو کر سوکھ جائیگا۔ کیونکہ اُس نے قوانین قدرت کے خلاف اپنے کسب سے کام کیا ہے۔ اس لئے خدا نے اُس کے ہاتھ کو خشک کر دیا۔

ہاں جسپر بڑا زور دیا جاتا ہے کہ قرآن کہتا ہے کہ میں صرف عرب کے لئے ہوں۔ قرآن میرے ہاتھ میں ہے وہ خود کہتا ہے کہ یہ تمام دُنیا کے لئے نذیر بنکر آیا ہے۔ اور ہم مسلمانوں کا عمل خود ثابت کر رہا ہے کہ قرآن نے عرب سے نکلکر کل دنیا کو منور کر دیا۔

ویدک دھرم میں طاقت نہیں کہ سمندر کے پار جائے۔ تقریباً

آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ ویدک دھرم اوروں کو اپنے میں جذب نہیں کرتا بھلا آپ ہی بتائیے کہ آپ کے ہاں دوسروں کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کا رواج کب تھا (کبھی نہ تھا)۔

تیسری تقریر۔ جوابات از مہاشہ دھرم بیر صاحب

اگر کسی سوال کے سمجھنے میں غلطی ہوئی تو کیا مولوی صاحب اُسکو غلط یا صحیح ثابت نہ کرینگے۔ کہ یہ کیسے غلط ہے۔ آخر میں مینے کہا تھا کہ وَجَدَھَا تَغرُبُ الخ اس میں صاف عبارت ہے کہ اُس نے پایا سورج کو ڈوبتے ہوئے۔ ذرا غور کیجے کہ مولوی صاحب خود دل میں سمجھے ہوئے ہیں۔

اور لیجئے خدا جو گمراہ کرتا ہے۔ لوگوں کے دلوں پر مُہریں کر دیتا ہے۔ اول تو ذرا ایک میری بات سنیئے۔ صرف اسلئے کہ اب یہ بحث ختم ہے اور مولوی صاحب کا آخری جواب ہے جسکے بعد میں نہ بولونگا۔

وہ کہتے ہیں کہ وہ فاسقوں کو گمراہ کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مہربان من! ہدایت کسکے لئے ہوتی ہے۔ اُسی کے لئے نہ۔ جو گمراہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر کی ضرورت اُسی کے لئے ہوتی ہے جو بیمار چارپائی پر پڑا ہو۔ دوائی کس کے لئے ہوتی ہے جو بیمار ہے۔ تندرست کے لئے کیا ضرورت ہے۔ جو طاقت رکھتا ہے صحت اچھی ہے۔ ڈاکٹر کی اُسے اُشکتا (ضرورت) کیا ہے۔ مگر نہیں قرآن کا ترجمہ ایسا ہے جیسا کہ مولوی صاحب نے تقریر کی۔ خدا کہتا ہے کہ کافروں کے دلوں میں مرض ہے اور خدا اُن کے مرض کو اور زیادہ کرتا ہے۔ فِی قُلُوبِھِم مَّرَضٌ الخ۔ اب میں کہتا ہوں کہ پھر دنیا کے اندر گناہ کیوں نہ پھیلے جبکہ کافروں کا مرض یعنے گناہ خدا بڑہائیگا۔ تو گویا دنیا میں خدا ہی گناہ پھیلانے اور ترقی دینے والا ہے۔ کیونکہ اگر وہ بجائے بڑہانے کے اُن کے مرض کو گھٹائے تو یقیناً گناہ کم ہوجائیں۔ لیکن وہ ایسا کیوں کرے وہ تو دوزخ کو بھی بھرتا ہے

آگرہ کی مشن نے جو بیس[1] ہزار مسلمانوں کی شدھی کی ہے ۔
بیٹنے مکہ والی آیت پیش کی تھی ۔ آپ بار بار ٹال جاتے ہیں ۔ اور جو آیت آپ نے
پیش کی ۔ بفرض محال مان لیا جائے تو قرآن میں تضاد پایا جاتا ہے ۔ ذرا غور
کیجیے ایک نکالنی پڑیگی ۔ اب آپ بتلایئے کونسی آیت کے نکالنے کے لئے تیار ہیں
اب رہا یہ کہ اسلام تمام دنیا میں پھیلتا ہے اور ویدک دہرم سمندر پار
بھی نہیں جاسکتا ۔ آپ نے ایک بہت غلط تمثیل دی ۔ اس وقت بھی افریقہ میں لندن
میں ویدک دہرم کا مشن ہے ۔ امریکہ میں کیشودیو شاستری کام کر رہے ہیں
اور ہزاروں آدمی آریہ ہوتے جاتے ہیں[2] ۔
انسان اور حیوان کی روحوں میں کیا فرق ہے ۔ اسکا جواب مولوی صاحب نے کچھ
نہیں[3] دیا ۔ نطفے میں کیڑے ہونیکا بھی کوئی ثبوت نہیں دیا[4] ۔ پس بغیر حوالے
کے کوئی بات مانی نہیں جاسکتی ۔ اب جو گناہ ہو رہے ہیں اس سے نظام عالم
میں کیا فرق آگیا[5] ۔ مولوی صاحب میں آپ سے امید کرتا ہوں کہ چونکہ یہ میری

---

[1] خواب میں ۔ (مولف)

[2] یہ آجکل کا ذکر ہے کہ دس بیس ہزار برس پہلے کا ۔ کیا ویدک دہرم آج بنا ہے جو اب شدھی ہوتی ہے اور پہلے نہ تھی ۔ پس اگر سچے ہو تو کم از کم دو چار سو برس پہلے کا ثبوت دو ۔ ورنہ گریبان میں منہ ڈالکر خاموش ہو جائیں ۔ امریکہ کے خواب نہ دیکھیں ۔ (مولف)

[3] وہی پرانی الاپ ۔ جو سیکھ کر آئے ہیں ۔ (مولف)

[4] مہاشے جی کیوں ایک مسلم بات کے ماننے سے انکار کرتے ہو ۔ بھلا کسی ڈاکٹر سے تو پوچھ لیتے ۔ لیجیے ہم ایک معتبر ڈاکٹر کا قول پیش کرتے ہیں " انسانی نسل کے پیدا ہونیکے لئے دو قسم کے جرثیم کی سخت ضرورت ہے ایک کو Ovum کہتے ہیں ۔ یہ عورتوں کے رحم میں ہوتا ہے ۔ اور دوسرا Spermatozoa کہلاتا ہے یہ مرد کے فوطوں میں ہوتا ہے ۔ جیسے ہی یہ دونوں ملتے ہیں ویسے ہی جنین رحم میں تین ماہ کا اندر کا بچہ پیدا ہو جاتا ہے ۔ Ovum چار ہفتہ بعد رحم سے علیحدہ ہوتا ہے جس سے خون جاری ہو جاتا ہے ۔ اسی خون کو حیض کہتے ہیں Ovum کو Spermatozoa سے نشو و نما پانیکی قوت حاصل ہوتی ہے حمل کا آغاز ہوتا ہے " Every ones own physician" by J. Ernst M. D. (Vienna) etc: 12, Pall Mall London, S. W. Page 30. The reproduction of man.

[5] فرق نہیں آیا تو ویدک دہرم غلط ثابت نہیں ہوا ۔

آخری تقریر ہے اسلئے آپ کوشش کرینگے کہ میرے سوالوں کا جواب دیدیا جائے۔ اور میں یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ اگر سب لوگ عمدہ اعمال کرینگے تو وہ نجات پاکر پرماتما میں آنند کرینگے۔

مولوی صاحب نے میرے سوالات کی معقولیت کو پسند کر لیا ہے[1]۔ اب اسپر غور کرینگے۔ میرے بعد کسی اور کی تقریر ہوگی۔

چوتھی تقریر۔ از مولینا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب

سر پریسیڈنٹ و معزز حاضرین۔

کہا گیا ہے کہ اِذَا وَجَدَ هَا تَغْرُبُ ... الخ میں پایا کا لفظ ہے جسکا دعوی ہو کہ میں عربی میں تقریر کرونگا۔ افسوس وہ قرآن سے اسقدر ناواقف ہو وجد افعال قلوب سے ہے یعنے جو فعل دل سے تعلق رکھتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سکندر نے دل میں ایسا پایا نہ کہ واقع میں۔

ویدک دھرم عالمگیر ہے۔ یہ ایک صریح مغالطہ دہی اور غلط فہمی پیدا کرانی ہے کہ جو انسان نیک اعمال کرینگے نجات پا جائینگے۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ وہ پھر آجائینگے۔ یہ میرا منشا نہ تھا جو بیان کیا گیا ہے بلکہ میںنے تو یہ کہا تھا کہ آئندہ حیوان نہ بنینگے یعنے اپنی سزا بھگت کر حیوانیت سے نجات پا جائینگے۔ تو جو انسانوں کی نسل جونوں کی سزا بھگت کر سو دو سو ہزار برس بعد ہوگی[2] نہ انہیں گھوڑا

---

[1] آپ کی معقولیت کا کوئی منکر ہو سکتا ہے؟ (مولف)

[2] دیکھو کل کے روز کی تقریر اور پانچویں تقریر نمبر آج کی تقریر (مولف)

[3] یعنے یہ نسلیں جو حیوانات سے انسانیت میں آئی ہیں ابھی مکتی نہیں پا سکتیں بلکہ کچھ عرصہ انسان رہ کر نیک عمل کریں تب کہیں مکتی پانے کے قابل ہونگی نہ کہ حیوانات براہ راست مکت ہو جائینگے۔ اگر بقول پنڈت جی ایسا ہو تو مکتی حیوانوں کے لئے ہوگی انسانوں کے لئے نہیں۔ (مولف)

ملیگا نہ کچھ نہ اناج ملیگا نہ پھل جہاں دیکھئے سُنسان ریگستان ہوگا۔ تمام دنیا میں کسی قسم کی آسائش نہ ہوگی۔ انسان ہلاک ہو جائینگے۔ انتظام عالم درہم برہم ہو جائیگا۔ اسلام محمد رسول اللہ کہنا ضروری سمجھتا ہے تو کیا اس سے نظام عالم میں کوئی فرق آگیا؟ آپ جس آیت کو بار بار پیش کرتے ہیں سنئے کبھی ایک حاکم مخصوص مقام کے واسطے ہوتا ہے جیسے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جو آج اس جلسہ کے منتظم ہیں کل تمام شہر کے ہونگے۔ پرسوں تمام ضلع کے اس میں کیا اختلاف ہے۔

اسلام کہتا ہے کہ میں خدا کا دین ہوں مجھ میں تحمل نہیں۔ کوئی آئے بھائی بنجائیگا۔ شادی ہو جائے گی۔ کھانا پینا ساتھ ہوگا۔ بالکل گھل مل جائیگا برخلاف اس کے آریوں میں جتنی شُدھیاں ہوئی ہیں۔ اُن کی حقیقت سنئے عیسائی یا مسلمان جو آریہ ہوگئے کبھی آریوں نے اُن کو اپنی لڑکیاں نہیں دیں۔ اور میں اسکو پسند کرتا ہوں وہ نہ دیں اور ہرگز نہ دیں۔ اور نہ وہ دے سکتے ہیں [1]۔ پس یہی بات ثابت کر رہی ہے کہ کبھی اُن لوگوں نے کسی کو اپنے مذہب میں شامل نہیں کیا اور نہ مذہب شدھی کی اجازت دیتا ہے۔ بتاؤ اس کے لئے وید میں کہاں حکم ہے۔ اگر غیر مذہب والوں کے شامل کرنے کا رواج

[1] مولانا یہاں تو آپ بھی چوک گئے۔ آجی حضرت شادی نہیں کرتے نہ سہی۔ مگر جو عیسائی یا مسلمان آریہ ہوتا ہے اُسے ہر قسم کی آسائش دی جاتی ہے۔ کھانا مفت مکان مفت۔ ہر قسم کا عیش مفت نیوگ مفت۔ پھر ایک شادی نہ ہوئی نہ سہی ؎
نوروز و نو بہار و مے و دلربا خوش است بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست
اس مضمون پر ہمارے پنڈت جی آپ بول نہ سکینگے ورنہ جناب وہ مجھ سے زیادہ تفصیل سے بیان کرتے۔ پھر آپ کو لازمی مان جانا پڑتا۔ تاہم آپ کو یقین نہ ہو تو غازی محمود دھرمپال سے پوچھ لیجئے۔

(مؤلف)

ہوتا یا حکم ہوتا تو ضرور اس قسم کے احکام ہوتے جو شُدھی شدہ لوگوں کی معاشرت کے لئے ضروری ہیں۔ یہ ہے اسلام کے عالمگیر ہونے کا ثبوت اور ویدک دھرم کے عالمگیر نہ ہونیکی دلیل۔ یہ ہے باقاعدہ گفتگو۔

مہربان من! یہاں پر وجدؔ افعال قلوب سے ہے۔ جیساکہ عربی گرامر سے ظاہر ہوتا ہے۔ عربی کے قواعد کسی استاد سے پڑھیے سہ

ابھی دلربائی کے انداز سیکھو ٭ کہ آساں نہیں دل لبھانا کسی کا

مضمون بحث تناسخ یا جزا و سزا

تقریر جناب ڈاکٹر پنڈت لکشمی دت صاحب ولد پنڈت بھوجدت آگروی

اسوقت کی بحث مسئلہ تناسخ[ل] پر ہے۔ غور اسبات پر کرنا ہے کہ کیا روح یعنی جیو آتما جسم یا قالبوں کے اندر بلا کسی وجہ کے پیدا کرکے ڈالی جاتی ہے یا یہ ازلی ہے۔ آریہ سماج کا دعویٰ ہے کہ روح اور مادہ ازلی ہے۔ جیو آتما کو مختلف اعمال کی وجہ سے مختلف اجسام دیئے جاتے ہیں۔ اہل اسلام کا دعویٰ ہے کہ روح حادث ہے۔ اور بلا کسی خاص سبب کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ اسکے علاوہ اسلام کا مسلمہ ہے کہ خداوند تعالیٰ حشر کے دن تمام انسانوں کو سزا اور جزا دیگا۔ اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق دوزخ یا جنت میں ڈالدیگا۔

اب میں اپنے سوالوں کو قائم کرتا ہوں + مولوی صاحب نمبروار نوٹ کریں

(۱) روح کی تعریف قرآن شریف سے کیجیے۔ روح مرکب ہے یا مفرد۔ جوہر

ل ناظرین غور کیجیے کہ مضمون تناسخ پر بحث ہے جو آریوں کا دعویٰ ہے اور پہلی تقریر بھی آریہ مناظر کی ہے آخری بھی اُنہی کی ہے۔ مگر کسقدر افسوس بلکہ شرم کا مقام ہے کہ مسافر نے اپنے رسالہ مباحثہ جبلپور کے صفحہ ۵۲ پر کئی ایک جگہ مولوی صاحب کو مدعی بتایا بلکہ خود مولوی صاحب کی زبانی کہلایا گیا کہ تم مدعی ہیں یہ ہے ان لوگوں کی راست گوئی (مولف)

ہے یا عرض - حادث ہے[1] یا قدیم وغیرہ وغیرہ -

(۲) روح کو خدا نے کیوں پیدا کیا - خوب غور سے سوچئے - اور بتلایئے کہ اسکو پیدا کرنے کی ضرورت کیا تھی - اور کیوں ہم کو دوزخ بہشت میں ڈالتا ہے - یہ پرماتما کا سراسر ظلم ہے[2]

(۳) روحیں قیامت تک قبروں میں کیوں پھنسی رہینگی - ذرا غور کر کے جواب دیجیئیگا[3]

(۴) جو چیز ازلی نہیں ہے وہ ابدی نہیں ہوسکتی - ایک کنارے کا دریا کیسے ہوسکتا ہے - جبکہ قرآن میں ہے کہ جنتی اور دوزخی جنت اور دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے - یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حادث چیزیں

۱ھ واہ جی واہ لنکا میں سب باون گز کے - آپ فرماتے ہیں کہ اہل اسلام کا دعوٰی ہے کہ روح حادث ہے - جب آپ جانتے ہیں کہ اہل اسلام روح کو حادث سمجھتے ہیں تو پھر یہ سوال کہ حادث ہے یا قدیم - بالکل فضول ہے - (مولف)

۲ھ روح جب ازلی ہے تو اُسے پرماتما کی اطاعت کی کیا ضرورت تھی - اور کیوں بے فائدہ کبھی گدھا بنتی ہے اور کبھی سُور - یہ روح کی سراسر حماقت ہے - اور ایشور کی زیادتی ہے کہ زبردستی روح کو کبھی کُتّا بناتا ہے کبھی اُلّو - جو اسکی اپنی ملکیت نہیں - واہ جی ایشور! تیری سینہ زوری - (مولف)

۳ھ ایک گناہ کی ایک سزا - چور ایک دفعہ میں خواہ کتنی ہی ترکیبوں سے دستبرد کرے - ایک سزا ملتی ہے - یہ نہیں ہوتا کہ جب وہ جیل بھگت لے تو پھر اُسے دوسری سزا ملے - کہ یہ رات کو چھپ کے آنے کی سزا - جب وہ بھگت لے تو پھر بھیس بدلکر آنے کی سزا - یہ بھگت لے تو قفل توڑنیکی سزا - وغیرہ وغیرہ - اگر انسان کی جون میں اگر روح گناہ کرتی ہے - تو اُسکو ایک کروڑ چوراسی لاکھ دفعہ سزا بھگتنے - یعنی کوا - گربلہ - گدھ - بچھو - گوہ کا کیڑا وغیرہ - بنا کر مدتوں طرح طرح کی سزا دینے کی ضرورت ہے؟ ذرا اب کی دفعہ مطالعہ کر کے آئیگا - (مولف) -

ابدی ہو جائیں۔ اعمال تو کیے محدود اور اُن کی سزا ملے غیر محدود جیل خانہ کی تمثیل لیجیے۔ ایک شخص جرم کرتا ہے اُسے چند سال کی یا چند مہینے کی سزا ملتی ہے۔ یہ تھوڑا ہوتا ہے کہ تمام عمر کی سزا دیدی جائے کیا یہ انصاف ہے

۵ سزا اور جزا کرموں کے بدلے دینا چاہیئے۔ آپ کے مذہب میں کہیں کسی کی سفارش ہے۔ کہیں خدائے تعالےٰ کی مرضی ہے کہ جسکو چاہیگا دوزخ میں اور جسکو چاہیگا جنت میں ڈالدیگا[۱]۔

ہر شخص جب جنت میں جائیگا تو اُسے پہلا جسم عطا ہوگا۔ ہرگز نہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے جب مُردے اُٹھینگے تو گل سڑ جائینگے پھر اُنھیں اگر ملیگا تو نیا جسم ملیگا اور یہی تناسخ ہے[۲]۔

---

[۱] کیا خوب ایک کنارہ دریا کیسے ہو سکتا ہے۔ اجی ویسے ہی جیسا کہ خط جس میں طول ہے عرض نہیں۔ اور سُنیئے فرماتے ہیں اعمال تو کیئے محدود اور سزا ملے غیر محدود۔ اجی یہ بھی دیکھو ہی کہ ایک جون میں اعمال کرے اور ایک کروڑ چوراسی لاکھ جون بھگتے۔ حقیقت سُنیئے باغی کی بخشش ہے بغاوت صرف زبان سے پھیلائی جاتی ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اُسکی زبان بند کیجاتی۔ برخلاف اسکے حبس دوام کی سزا دیجاتی ہے کیا یہ انصاف ہے پس اگر یہ انصاف ہے تو وہ بھی ہے۔ کیوں ڈاکٹر صاحب کیسی کہی۔ (مولف)

[۲] یہ بالکل جھوٹ اور عوام کو دھوکہ دینا ہے۔ جرم کیلیئے انصاف کیا جائیگا۔ جزا کے واسطے جیسا کام ویسا دام کوئی شخص راستہ میں کوئی چیز پائے اور جیب میں رکھ لے سزا پائیگا اگر عدالت میں پیش کر دے بری الذمہ رہیگا۔ ایک نوکر بُرا کام کرے مالک اُسکو سزا دے یا معاف کر دے دوسرا نوکر جو ہمیشہ اچھا کام کرتا ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ اے مالک تو اسے ضرور سزا دے اور مجھے انعام۔ اب ذرا گھر کی خبر لیجیے جسکے اولاد نہ ہو مکتی نہیں پا سکتا اُسے نجات کے لیئے نیوگ سے بچہ حاصل کرنا چاہیئے۔ تاکہ مکتی ملے۔ یہ ہے سفارش کہ نیوگی بچہ باعث نجات ہوا۔ کیوں ڈاکٹر صاحب کیسی کہی؟ (مولف)

[۳] سچ تو یہ ہے کہ تعصب آدمی کو اندھا کر دیتا ہے۔ لیجیے ذرا کان کھولکر سُنیئے۔ جب جھیل یا تالاب کا پانی سوکھ جاتا ہے مچھلیاں اور مینڈک وغیرہ کیڑے گل سڑ جاتے ہیں مگر دوسرے سال جب برسات ہوتی ہے وہ سب اپنے اپنے پہلے جسم کیساتھ زندہ ہو کر پانی میں خوشیاں مناتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ مچھلی ... یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔ تناسخ جب ہوتا کہ جسم بدل جاتے۔

۶۔ جنت اور دوزخ میں جو انسان بُرے یا بھلے کام کرینگے۔ کیا اُنکے عوض انھیں کوئی نئی سزا یا جزا ملیگی[۱]

۷ ایک آدمی جو اچھے اور نیک کام کرتا ہے اُسکو جنت دی جائیگی اور ستّر حوریں ملینگی۔ مگر ایک دو برس کا بچہ جو مرتا ہے وہ اُن حوروں کو لیکر کیا کریگا[۲]

۸ مولوی صاحب! آپ میرے ان گیارہ سوالوں کا جواب خوب سوچ سمجھکر دیجئے پھر میں

---

[۱] اسکول علم اور عمل کی جگہ ہے۔ امتحان پاس کرنے کے بعد جو ڈگری ملتی ہے وہی آیندہ ڈگری یافتہ کی بہبودی کا باعث ہے۔ خواہ وہ پڑھا لکھا بھلا دے۔ یا اُس میں ترقی کرے۔ دوسری ڈگری بغیر اسکول کے داخل ہوئے نہیں مل سکتی۔ پس یہ دنیا بھی اسکول ہے۔ سمجھے۔ اگر نہیں سمجھے تو اور لیجئے۔ سرکاری ملازم کو عمدہ خدمات کے صلہ میں پنشن ملتی ہے۔ پنشن ملنے کے بعد اُس کی خدمت کا دوسرا صلہ نہیں ملتا۔ ایسا ہی اگر کوئی برائی کی وجہ سے سرکاری خدمت سے الگ کر دیا جائے۔ تو پھر وہ لاکھ اچھا کام کرنیکا وعدہ کرے۔ مگر کوئی خدمت اُسے سپرد نہیں کیجاتی۔ (مؤلف)

[۲] معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کثرت ازدہام سے گھبرا کر بے سر و پا اڑا رہے ہیں شاید آپکو ایسے بڑے مجمع میں تقریر کرنیکا پہلا موقع ہے۔ اسلئے ہم زیادہ گرفت نہیں کرتے گھنٹے ڈاکٹر صاحب! وہ حوریں ان بچوں کو کھلائینگی۔ ہندو جاتی میں اکثر شادیاں ایسی دیکھی گئی ہیں۔ کہ دولھن ۲۰ برس کی اور دولھا سات برس کا۔ اب وہ سات برس کا دولھا بیس برس کی دولھن کو لیکر کیا کریگا۔ جو کچھ وہ کریگا وہی وہ بچہ حوروں سے کریگا۔ ماسوا اسکے روح مقید نہیں کہ بڑھ نہ سکے۔ اگر مقید ہے تو چیونٹی کی روح جب ہاتھی کے جسم میں آئیگی تو اُسے کیونکر اُٹھائیگی۔ اور ہاتھی جب جون بدلکر چیونٹی بنیگا تو ہاتھی کی روح چیونٹی کے قالب میں کیسے داخل ہوگی۔ یہ ہے آپ کا تناسخ۔

(مؤلف)

اور سوال کرونگا۔[1] مگر میرے بھائی کی طرح میرے سوالوں کو بھی ٹال نہ دیجیگا۔ کیونکہ وہ دو دن سے متواتر سوال کرتا رہا۔ لیکن جواب ایک کا بھی نہ ملا۔ آخر اُس کا وقت یونہی ٹال مٹول میں ضائع کیا۔ اسی طرح میرا وقت بھی رائگاں نہ کیجیگا۔ بلکہ ہر سوال کا جواب عنایت فرمائیگا۔ اب میں بیٹھتا ہوں۔

تقریر اول۔ جناب مولینا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب

آپنے جتنے سوالات کئے ہیں انھیں کلام پاک قرآن کی آیات سے ثابت کیجیے۔ کہ کہاں کہاں یہ مضامین آئے ہیں۔ یونہی کہدینا ایک دوسری بات ہے۔ یہ تو ہے آپکے غیر متعلق سوالوں کا جواب۔ اب میں نفس مضمون یعنی تناسخ یا اواگون پر آتا ہوں۔ اور سوال کرتا ہوں۔

معزز حاضرین! آریہ سماج کے مذہب کے مطابق اگرچہ مان لیا جائے۔ کہ یہ جانور قید خانے میں ہیں۔ اور جو لوگ غریب یا اپاہج ہیں وہ بھی سزا پا رہے ہیں۔ اندھا ہے وہ بھی مجرم ہے۔ اب ذرا چلیے میں آپ کو جیلخانے کی سیر کراؤں میں وعظ کرنے وہاں جاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ وہاں بعض مجرم کو سزا دیجاتی ہے کہ بیس سیر گیہوں روزانہ پیسا کرو۔ اب مجھے رحم آجائے اور میں کہوں کہ لا بھائی دس سیر میں پیسے دیتا ہوں۔ تو کیا گورنمنٹ مواخذہ نہ کریگی ضرور میرے اس فعل کو گورنمنٹ قابل سزا سمجھیگی۔ اسی طرح جبکہ پرماتما نے یتیموں کو سزا دی ہے کہ وہ یتیمی کے مصائب اٹھائیں۔ تاکہ اُن کو پچھلے جنم کی بد اعمالی کی سزا ملے۔ اب تم کون ہو کہ اُن کے لئے یتیم خانے

[1] تشریف رکھئے پنڈت جی۔ واقعی آپ تھک گئے ہونگے۔ مولوی صاحب آپ بھی سنئے پنڈت جی کی بالائی باتوں کا جواب تو بندہ نے بھی ویسا ہی بے تکا دے دیا ہے۔ رہی علمیت اور متعلق سوالوں کا جواب وہ آپ کے ذمہ ہے۔ آپ جانیئے اور آپکا کام۔ (مؤلف)

بناتے ہو۔ اور اُن مجرموں کے پیچھے اپنی جانیں اپنا روپیہ کھوتے ہو۔ انکو اپنی سزا بھگتنے دو۔ بیماروں کا علاج مت کرو۔ کیونکہ بیماری خدا کی دی ہوئی سزا ہے۔ غرضکہ تم رحم کا کوئی کام مت کرو۔

یہ ہے تناسخ کا نتیجہ کہ دنیا سے رحم قطعی اُٹھ جانا چاہئیے۔ اور انسان سنگدل ہو جائے۔ وعظ کرنا اور بات ہے۔ ہاں اگر کوئی فقیر تمھارے دروازے پر آئے اور خیرات طلب کرے تو اُسے نصیحت[له] کرو کہ اے دوست اب اس جون میں بُرا کام نہ کرنا۔ یہ پچھلے جنم کی بُرائی ہے۔ جسکی سزا تم بھگت رہے ہو۔ تو بس اب تشریف لیجاؤ۔ کھانا پانی کچھ نہیں۔ آج آپ مدعی ہیں اور میں سائل کی حیثیت رکھتا ہوں[له]۔ آپ اپنا دعویٰ پیش کیجئے اور ثبوت دیجئے۔ میں سوال کرونگا اور جواب دیجئے۔ کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ ہم مجیب ہیں۔ اور آپ کا وقت بھی آخیر ہے۔ آپ کہدیجئے کہ خیر آپ ہی جواب دیں۔ تو اُس حالت میں میں جواب دونگا۔ مگر اس طرح آخری وقت ہمارا ہوگا۔

مگر میں آپکے گیارہ سوالوں کی حقیقت پر روشنی ڈالنے کے لئے وہ کس درجہ کے سوال ہیں۔ ایک کا جواب بطور مشتے نمونہ از خروارے۔ نقد دیئے دیتا ہوں اور یہ بھی بتلائے دیتا ہوں کہ ایسے غیر متعلق سوال آپ نے تو صرف گیارہ گنوائے ہیں۔ میں ایسے پچاس اعتراض کر سکتا ہوں۔ مگر کیا فائدہ۔ محض لغو۔

[له] یہ قول مولوی صاحب کا بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ مضمون آریوں کے عقیدے کا ہے اس لئے آریہ ہی اس کے مدعی ہیں۔ مگر آریوں نے جو رسالہ شایع کیا ہے اس میں مولوی صاحب کے اس قول کو یوں لکھا ہے " آج میں مدعی ہوں سوال کرنے کا حق مجھے حاصل ہے (صفحہ ۵۲)

کسقدر دروغ بے فروغ ہے۔ شیم۔ شیم۔ شیم۔

(مولف)

آپ نے جو یہ کہا ہے کہ روحیں قیامت تک قبروں میں پھنسی رہینگی۔ ایسا عقیدہ قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے۔ اگر ہے تو بتلائیے کہاں۔ اور کس سورۃ کی کونسی آیت کا یہ مضمون ہے۔ اسی طرح آپ کو اپنے دوسرے سوالوں کا بھی قرآن مجید سے حوالہ دینا چاہیئے۔ لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ اتنا خیال ضرور ہے کہ اصلی سوال کرنے کا حق آج میرا ہے۔

پس غور کرو کہ جن کو جرموں کی سزا ملتی ہے۔ انکو دینا کتنا بڑا جرم ہے۔ ابھی کسی قانونی دکیل ہی کو پوچھ لو۔ پس یاد رکھو کہ بقاعدہ تناسخ ان یتیموں اور غریبوں کو روٹی کھلانا اور پانی پلانا اتنا ہی جرم ہے جتنا کہ جیلخانے کے قیدیوں کو مدد دینے والا مجرم ہوتا ہے۔

تقریر دوم۔ از پنڈت لکشمی دت صاحب

مولوی صاحب میرے دوست ہیں۔ میں اُن کی عزت کرتا ہوں۔ مجھے یہ توقع نہیں کہ میں اُنکے کسی ذاتی حملے کا جواب دونگا۔ میں اُنکی تعظیم کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

آپ نے دیگر ایک سوال کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تناسخ بے رحمی سکھلاتا ہے۔ یعنے جس کو خدا نے مفلس بنایا ہے اُس کی مدد کیوں کرتے ہو۔ مجسٹریٹ ایک مجرم کو جیل خانے میں ڈالتا ہے۔ تو حکم دیتا ہے کہ اس کو روٹی کپڑا۔ وغیرہ دیا جائے۔ اسی طرح ہمارا فرض ہے کہ اپنے مجرم بھائیوں کو جو تناسخ کے مطابق کرموں کی سزا بھگت رہے ہیں۔ مدد دیں۔ اگر ایک شخص ڈاکہ ڈالتا ہے تو کیا اُسے کھانا کپڑا نہ دیا جائیگا۔

آپ یہ تو بتلائیے کہ ایک دو برس کا بچہ مرجاتا ہے۔ تو اُسے حشر میں حوریں

۱؎ واقعی سعادتمند معلوم ہوتے ہو۔ انشاءاللہ یہ سعادتمندی۔ زبانی جمع خرچ نہ ہو۔ خیر ابھی معلوم ہو جائیگا۔ (مولف)

کن کن کرموں کا پھل ملیگا۔ خدا نے کیوں اُسے تکلیف دینے کے لئے پیدا کیا۔ آپ لوگ دیکھتے ہیں۔ سب لوگوں کے سامنے مولوی صاحب نے ہم پر اعتراض کئے جب آج ہماری باری آئی تو کچھ جواب نہ سوجھا۔ میری یہ پیشین گوئی ہے کہ آپ ایک سوال کا بھی جواب نہیں دے سکتے۔ مباحثہ بند کر دیا جائے وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

اب میں پبلک کی توجہ اس امر کی طرف دلاؤنگا کہ آپ نے کس طرح کھڑے ہو ہو کر دو دن تک ہم پر اعتراضات کئے اور ہم جواب دیتے گئے ہیں[1]۔ آج جب ہمنے سوال کئے تو کہا کہ میں جواب نہیں دونگا۔ جبکہ جواب ہی نہ دینا تھا تو تشریف ہی کیوں لائے تھے[2]۔

سوال کا جواب دو طرح سے ہوا کرتا ہے۔ مثبت یا منفی۔ پس اگر جواب ہی نہ دیا جائیگا تو معلوم ہوا کہ آپ قاصر ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ آدمی نہیں ہے جانور ہے تو تم کو یہ بتلانا چاہیئے کہ وہ آدمی ہے جانور نہیں ہے۔ کیا یہ سب باتیں بھلا دیں تمام سمجھدار لوگ دیکھ رہے ہیں کہ کل پرسوں کیا ہوا

---

[1] واقعی مولوی صاحب کا یہ کبر ہے کہ کھڑے ہو ہو کر اعتراضات کے وار کئے۔ اور پنڈت صاحب کا یہ انکسار ہے کہ کھڑا ہونا تو درکنار بیٹھے تک نہیں بلکہ لیٹ گئے اور اعتراضات کے وار سہتے رہے۔ تھینکس۔ (مولف)

[2] ڈاکٹر صاحب اپنے دعویٰ کی تقریر کے آخر میں کہہ چکے ہیں کہ "میرے بھائی کی طرح میرے سوالوں کو بھی ٹال نہ دیجئے گا۔ کیونکہ وہ دو دن متواتر سوال کرتا رہا۔ مگر جواب ایک کا بھی نہ ملا۔ اور آخر اُس کا وقت یونہی ٹال مٹول میں ضایع کیا" مگر اب کہتے ہیں کہ آج جب ہمنے سوال کئے تو کہدیا کہ میں جواب نہ دونگا۔ گویا پہلے روز بھی آریہ مناظر ہی سائل۔ اور آج تیسرے روز بھی ہی سائل۔ پھر کیوں نہ جواب دیتا۔ خدا خلل کلام ہے۔ مناظرین ڈاکٹر صاحب کی متضاد بیانی داد طلب ہے یا نہیں۔ بھلا یہ دروغ باف سوائے آگرہ کے اور جگہ خدا نے کب پیدا کئے ہیں۔ یہ باتیں تو مہاتماؤں ہی کے واسطے مخصوص ہیں۔ جو پچھلے جنم کے اچھے کرموں کی بدولت اس جنم میں مہاتما بن کر آئے ہیں۔ (مولف)

کبھی شیخ سعدی منع کرتے رہے۔ آج اخیر مرتبہ ہے کھلنے کا ڈر ہے۔ آپ کو ضرورت تھی کہ اپنے مسلمات دیکھ کرتے۔ اگر گیارہ گنانے میں غلطی ہوئی تو کیا حرج ہے۔ میں تو اٹھارہ گنانے کو تیار ہوں۔ آپ جواب تو دیں مردوں کی طرح میدان میں کان پکڑیئے۔ مگر جواب ہر سوال کا دیجئے۔

بحث کو ہٹا کر تناسخ پر ڈالتے ہیں[1]

مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن میں ایسا ہے ہی نہیں۔ اور درحقیقت نہیں ہے[2]۔

جبھی تو بار بار کہا جاتا ہے کہ قرآن میں سے اپنا مضمون دکھلاؤ۔ سوال تو یہی ہے کہ قرآن سے ثابت کیجئے۔

مولوی صاحب چونکہ پرانے مناظر ہیں۔ اسلئے وہ خوب سمجھتے ہیں کہ میں اسکا کوئی جواب تو دے نہیں سکتا۔ کہ روح کیوں پیدا کی گئی ہے۔ لہذا کس خوبی اور کس انداز سے کہتے ہیں کہ قرآن سے سوال کو ثابت کرو۔

نزاکت کیا کہوں اُس سیمتن کی
اُٹھا لیتی ہے گٹھری بیس[3] من کی

---

[1] کیوں ڈاکٹر صاحب کیا یہ بحث تناسخ کی نہیں۔ آپ اپنی تقریر دعویٰ کو دیکھئے۔ پریسیڈنٹ کے اعلان کو دیکھئے۔ آہ کیسی راستبازی ہے۔ (مولف)

[2] ڈاکٹر صاحب جب آپ جانتے ہیں کہ درحقیقت نہیں تو یہ سوال کیوں اٹھایا۔ ناظرین یہ ہے ویدک تعلیم اور یہ ہے وہ جادو جو سر پہ چڑھ کے بولے۔ مگر یہاں شرمندہ ہونا جانتے ہی نہیں۔ (مولف)

[3] واہ ڈاکٹر صاحب مردانے میں یہ زنانی بولی۔ واقعی یہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ (مؤلف)

[4] جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی تم سے سیکھ جائے۔ (مولف)

جیسا کہ ہمنے روح کے متعلق سوال کیا ہے اور مولوی صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ ایسا ہی یہودیوں نے ارادہ کیا تھا کہ محمدؐ صاحب سے کوئی ایسا سوال کریں جسکا جواب اُن سے نہ بن پڑے۔ پس اُنھوں نے سوچ بچار کر حضرت سے دریافت کیا کہ روح کہاں سے آئی ہے اور کیسی ہے۔ بانی اسلام نے بذریعہ وحی جواب دیا کہ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ
ترجمہ:۔ تجھ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو کہدے کہ روح میرے رب کے عالم امر میں سے ہے[1]۔

سوال کا جواب تو دے نہیں سکتے۔ تجاہل عارفانہ بے بنیاد ہے جس اعتراض کا جواب تیرہ سو برس پیشتر نہیں ہوا۔ اُسکا جواب آج کیا ہوگا۔ آپ ایک سوال کا جواب تو دیں[2]۔

میں نے جواب دیا تھا کہ قیدی کے واسطے علاج معالجہ کیا جاتا ہے۔ سزا تو وہ اپنی بھگت ہی رہا ہے گھر بار سے باہر ہے۔ اور وہ ذاتی کوئی کام کر نہیں سکتا۔ یہ اُس کی سزا ہے۔ اگر ایک گائے کو غذا وغیرہ

---

[1] مگر رسول کریم کے اس جواب پر یہودیوں نے کوئی اعتراض کیا۔ یا آریوں کی طرح بیہودہ نکتہ چینی کی۔ اُسے بھی تو بیان کیا ہوتا۔ مگر ڈاکٹر صاحب بیان کیا کریں سوائے ہٹ دھرمی اور مغالطہ دہی کے اور آپ کے پاس رکھا ہی کیا ہے

[2] اگر مولوی صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ تو آپ ہی چہ وید میں سے روح کی حقیقت بیان کرتے۔ اور پبلک کو بتاتے کہ دیکھو یہ روح کی حقیقت ہے جو وید بیان کرتا ہے۔ اسلئے یہ آسمانی کتاب ہے۔ مگر وید تو ذرّہ بھر بھی کچھ نہیں بتاتا۔ پہلے گھر کی خبر لو پھر باہر پتھر پھینکنا۔ اور جو کچھ قرآن مجید نے روح کی حقیقت جامع طور پر بیان کی ہے۔ آپ اور وید نیز دنیا کے فلاسفر اس سے زیادہ قیامت تک نہیں بتا سکتے۔ اور اگر دعویٰ ہے تو اب بھی بتاؤ۔ ورنہ زبانی جمع خرچ بے فائدہ ہے۔

(مولف)

دیکر زندہ نہ رکھا جائے تو وہ سزا کیسے بھگتیگی۔ مجرموں کو مناسب ہے کہ مدد دیجائے تاکہ وہ اپنی اپنی سزاؤں کو بھگتیں[1]۔

رہا یہ سوال کہ کہاں لکھا ہے قرآن میں۔ سو قرآن خود کہتا ہے کہ میری بہت سی آیات مبہم ہیں[2]۔

چونکہ آپ اہل حدیث ہیں۔ آپکا حدیثوں میں دھرم ہے، اور حدیثوں کو مانتے ہیں۔ ستر ستر حوروں کا ملنا حدیثوں سے ثابت ہے۔

بات اصل یہ ہے کہ قرآن کی آیات مختصر ہیں۔ اُن میں تاویل ممکن ہے لہٰذا آپنے لکھدیا کہ سب مسلمان قرآن کو مانتے ہیں۔ یہ سنکر مجھے بڑی حیرت ہوئی[3]۔ کہ آپنے بخاری سے انکار کر دیا۔ مینے تو اسی وقت کہا ہے کہ قرآن ہی پر مباحثہ ختم ہو جائے۔ سب کچھ مولوی صاحب جانتے ہیں بڑے پیشین گوئی کرنے والے ہوتے ہیں۔ آج آریہ سماج سے پالا پڑا ہے[4]۔

---

[1] کیا تمام دنیا کے حیوانوں کو جن میں سے کوئی گھاس کھاتا ہے کوئی گوشت کوئی گندگی کیا آپ اُن کو غذا پہنچاتے ہیں۔ کیا فضول جواب ہے پھر کہتے ہیں "مجرموں کو مناسب ہے کہ مدد دی جائے" ہوز ا کسی گورنمنٹ کے مجرم کو تو مدد دو۔ تاکہ آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو۔

[2] کوئی مبہم آیت پیش کی ہوتی۔ یا مغالطہ دینا ہی آتا ہے۔ (مولف)

[3] حیرت کی بات ہی ہے کیونکہ بہت سے مسلمان روز صبح کو اُٹھکر چاروں وید پڑھا کرتے ہیں۔ جو ڈاکٹر صاحب کو آجتک دیکھنے بھی نصیب نہ ہوئے ہونگے اور نصیب کہاں سے ہوتے۔ لے دیکے ایک کاپی صرف بنارس میں ہے۔ یا جرمن میں یا یورپ کے کسی کتب خانے میں۔ (مولف)

[4] جو سوائے دروغبانی کے کچھ جانتے ہی نہیں۔ پہلے کہتے ہیں کہ قرآن کی بہت سی آیات مبہم ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ بات اصل یہ ہے کہ مختصر ہیں۔ سچ ہے کہ"...... دروغ گو را حافظہ نباشد" (مولف)

تقریر دوم - از مولینا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب

حاضرین جلسہ! میری عادت ہے کہ جہاں میری نسبت پیشین گوئی کیجاتی ہیں اُس کو غلط کر کے رہتا ہوں - اب آپ نے پیشین گوئی کی ہے کہ میں کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا - اور آپ کا سوال ہے کہ دو برس کے بچے کو جو حوریں ملینگی وہ کیا کریگا - ایسا قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے یہ آپ کے سوال کا جواب ہے اور پیشین گوئی کا بطلان -

آپنے کتنی بڑی غلطی کھائی ہے میں توجہ دلاتا ہوں کہ غور کریں - آپ کیا کہہ گئے ہیں - سزا میں تخفیف کرانا اور بات ہے اور روٹی کھلانا اور بات ہے - یہ دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں ...... ایک شخص کو دو من گیہوں پیسنے کو ملے ہیں - یا کسی کو پچاس بید کی سزا دی گئی ہے میں اُس کے عوض ایک من گیہوں پیس دوں - یا یہ کہوں کہ پچیس بید اسکے عوض میرے لگا دو تو یہ سزا کی تخفیف کہلائیگی - اور یہی جرم ہے - اسی طرح اپاہج یا بیمار کی حالت ہے - کہ درد تو اُسکی سزا ہے - اُس کا علاج کرنا گویا سزا میں تخفیف کر کے مجرم کی ناجائز مدد کرنا ہے - جو بجائے خود ایک بہت بڑا گناہ ہے - اسی طرح غذا کی بھی ایک حد مقرر ہے - فرض کرو کہ مجرم کو جو غذا دیجاتی ہے - اُس میں اگر آپ ایک چھٹانک گھی ملا دیں تو وہ بھی اتنا ہی بڑا جرم ہے جتنا کہ تخفیف سزا - یتیموں کو اپنا بچہ بنا کر رکھنا اور تکلیفوں سے بچانا - یہ بھی اسکی سزا میں کمی کرنا ہے - اس لئے یہ بھی بڑا بھاری جرم ہے -

کانا جو آنکھ کے درد کا سزایاب ہے - اُسکا علاج کرنا بھی جرم ہے - اگر کسی کی آنکھ میں کنکرے (روڑے) پڑ گئے ہوں اور آپ اُسکا علاج کرینگے تو یقین رکھئے کہ چونکہ آپ ایک مجرم کی سزا میں تخفیف کر رہے ہیں - اگر

جون میں آپ کو یہی سزا بھگتنی پڑیگی۔

کیا ایسا مذہب دُنیا میں رحمدلی سکھا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ تمام لوگ سنگدل ہو جائینگے۔ یہ میرا مطلب ہے اور یہی میرا اعتراض ہے۔ اس کو آپ ہرگز نہیں اٹھا سکتے۔ یہ میری بھی پیشین گوئی ہے کہ یہ وہ پتھر ہے جس کو آپ تو کیا تمام آریہ سماج قیامت تک نہ ہلا سکیگی۔

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

مجھ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ میں نے حدیثوں سے انکار کیا۔ یہ بالکل غلط ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جہاں یہ شرطیں طے ہوئی ہیں وہاں میں موجود نہ تھا ایسا خیال کر کے کہ یہ مناظرہ چونکہ عام مسلمانوں کی طرف سے ہے۔ اس لئے صرف قرآن شریف ہی مسلمانوں کی طرف سے پیش ہونا چاہئے۔ کیونکہ حدیثوں کی کتابوں پر ہر فرقہ کا مختلف عقیدہ ہے۔ اس لئے شرائط پیش کنندگاں نے کتب حدیث کے نام دینے سے انکار کیا ہوگا۔ مگر آپ اپنی تو کہئے کہ ستیارتھ پرکاش تک کا انکار کر دیا۔ بھومکا سے بھی مُنہ موڑ لیا[1]۔ کیا خوب۔ بھائی۔ آنچہ بخود نہ پسندی بدیگراں مپسند۔

بار بار کہا جاتا ہے کہ ایک ہی سوال کا جواب دیدو سُنئے اور خوب غور سے سنئے نابالغ کو حوریں ملنے کا ثبوت دیجئے۔ ستر حوریں ملنے کا تذکرہ قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے۔ جیسے آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں اور ساتھ ہی میں یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ ایسا کسی صحیح حدیث میں بھی نہیں ہے۔ ہاں کسی تھرڈ کلاس کتاب میں

---

[1] کیونکہ ڈیڑھ وید سے زیادہ پونے دو تک تو آریہ سماج نے خود بھی نہیں دیکھے۔ دوسرے مذاہب والے بچارے کیا جانیں۔ اس میں کیا لکھا ہے۔ ستیارتھ پرکاش اور بھومکا سے انکار اس لئے کیا گیا کہ (سوامی جی پر خود آریہ سماج کو اعتبار نہیں۔ دیکھو پنڈت دھرم بیر صاحب کی تقریر روز دوم) اگر ان کو مان لیا تو مولوی صاحب دُھرّے اڑائینگے۔ (مولف)

ہو تو ہو۔ یہ تو آپ کے سوالوں کا جواب ہے۔

مگر آپ میرے سوال کو بار بار اڑا جاتے ہیں۔ اسکی کیا وجہ ہے۔ اور یہ جو آپ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ کا منشا ہے کہ زندگی کو قائم رکھا جائے۔ تو اسے تو میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ زندگی قائم رکھنے کے لئے خوراک دینے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر یہاں تو سوال سزا میں تخفیف کرنیکا ہے کہ کیا مجرم کی امداد اسکی سزا میں تخفیف نہ کر کے بھی کی جا سکتی ہے یا نہیں۔ آپ اس کا کوئی جواب نہیں دیتے کہ اگر کسی کی آنکھ میں کیڑے ہو گئے ہوں۔ جو حسب تناسخ اسکے پہلے جنم کے کرموں کی سزا ہے۔ تو وہ اگر بھوکا ہو تو کھانا دے سکتے۔ مگر اسکی آنکھوں کا علاج جو در حقیقت اسکی بد اعمالی کی سزا میں تخفیف ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے۔ اور اگر کرتے ہو تو الیشور کی مرضی کے ورُدھ (خلاف) اور ویدوں کے برخلاف کرتے ہو۔ اسلئے آئندہ جنم میں خود بھی کیڑوں میں مبتلا ہو گے۔ کیونکہ یہ بھی بالکل اسی طرح ہے جیسے ایک قیدی کی روزانہ سزا بیس سیر گیہوں پیسنا ہو اور میں کہوں کہ لاؤ بھائی دس سیر میں پیسے دیتا ہوں۔ کہو میرا ایسا کرنا جرم ہے یا نہیں بے شک سخت جرم ہے۔

اور یہی وہ پتھر ہے جو آپ سے نہیں اٹھ سکتا۔ اور آپ سے تو کیا اگر آپ اسے آریہ پرتی ندی سبھا کے سامنے پیش کریں۔ تو بھی یہ کسی سے نہ اٹھ سکیگا اور ہرگز نہ اٹھ سکیگا۔

اس بات کو اچھی طرح یاد رکھو کہ آپ اس سوال کو باتوں میں نہیں اڑا سکتے۔

یہ کیا مناظرہ ہے۔ یہ مناظرہ نہیں ہے کہ دس بارہ سوال ادھر ادھر کے کر دیئے جو نفس مضمون سے اتنے ہی بے تعلق ہیں۔ جتنا کہ سندھیا کے جواب میں نمک زیادہ ڈالنے کا جواب دینا۔ اور وہ اس طرح پر ہے کہ ایک مہاشہ جی نے کسی آریہ سے کہا کہ بھائی آپ نے سندھیا نہیں کی اسنے

جواب دیا اور کیا برجستہ جواب دیا کہ مہاشہ جی آپ کے باپ نے ہمارے والد کی دعوت کی تھی اُس میں نمک کیوں زیادہ ڈالدیا تھا۔ مہاشہ جی نے دریافت کیا۔ بھائی اس کو میرے سوال سے کیا علاقہ ہے۔ تو آریہ صاحب نے فوراً کہا کہ مہاشہ جی اسی طرح بات سے بات نکل آیا کرتی ہے۔ ؎

وہی حال پنڈت جی آپ کر رکھا ہے کہ مضمون تو ہے تناسخ یا سزا جزا کا اور آپ کے سوالات ہیں کہ فلاں شخص نے ٹوپی پہنی تھی یا پگڑی۔ اُس نے کُرتا پہنا تھا یا نہیں۔ یہ کیا مناظرہ ہے کھیل بنا رکھا ہے۔

پنڈت صاحب یہ تو شاستر اتھ نیم کے بالکل وِرُدھ ہے۔

بھلا پنڈت جی آپ جو یہ پوچھتے ہیں کہ روح جوہر ہے یا عرض۔ اِسکو آج کی بحث سے کیا تعلق ہے۔ بلکہ یہ سوال تو جیسا ہم پر ہے ویسا ہی تم پر بھی ہے۔ اُٹھئے جاؤ اور پرماتما سے دریافت کرو۔ کہ اُس نے روح کو کب پیدا کیا۔ کیوں پیدا کیا۔ اور اُسے جوہر پیدا کیا ہے یا عرض بنایا ہے۔ کیونکہ روح کی پیدائش کے وقت میں موجود نہ تھا۔ اگر آپ موجود تھے تو بتایئے۔ اگر یہ بھی نہیں تو کچھ وید ہی سے بیان کیجئے۔ ذرا ہم بھی تو سُنیں۔ یوں ہی زبانی جمع خرچ سے کیا فائدہ۔؟

باقی آپ نے جتنے سوال کئے ہیں اُن کو قرآن سے ثابت کریں۔ روح قید میں رہتی ہے۔ قرآن مجید سے دکھاؤ۔ کہ دیکھو یہ آیت ہے اور یہاں لکھا ہے اور اسپر ہمارا یہ سوال ہے۔ سمجھئے یہ طریقہ ہے سوال کرنیکا۔ ؎

اگر اب بھی نہ وہ سمجھے تو اُس بُت سے خدا سمجھے

؎ مولانا! اگر آپ بھی آریہ ہوتے تو پنڈت جی کا نمک زیادہ ہوتا۔ مگر سوال تو آپ کر رہے ہیں۔ اس لئے جواب میں نمک پھیکا ہے۔

(مؤلف)

تقریر سوم - جوابات از پنڈت لکشمی دت صاحب

شرائط کے متعلق جو کہا کہ میں وہاں نہ تھا - سو اس کا مجھے بہت افسوس ہے - کیونکہ آپ نے ایک انجمن قائم کی ہے[1] - جسمیں ہدایت ہے کہ تم سچ بولا کرو - بد تہذیبی نہیں - آپ نہ سمجھئے - پرانا تعلق ہے - بہر حال جو بات ہے جانے ہی دیتا ہوں - اچھا سنئے - آپنے بہت سی باتیں کہی ہیں - مگر سوال صرف ایک ہی کیا ہے - اور وہ بھی کیا معقول ہے -

جو اصل بات تھی وہ مینے پہلے ہی کہدی کہ جس بات کا جواب تیرہ سو ۱۳۰۰ سال پیشتر بانی اسلام نے نہیں دیا - اس روح کی پیدائش کے متعلق آپ کیا جواب دے سکتے ہیں[2] - رہا آپ کا یہ کہنا کہ ہم حدیثوں کو جانتے ہیں - اور میں حدیثوں کا ماننے والا ہوں - ستر حوروں کے ملنے کا کسی حدیث سے نہیں دکھلا سکتے ہیں ابھی ابھی دکھلانے کو تیار ہوں - تمام پول کھلجائیگا - مگر اسے کہدو گے کہ شرط میں نہیں ہے -

آپ میرے مقابل میں اگر آپ کہینگے دو اور دو کتنے ہوتے ہیں - میں کہونگا کہ چار ہوتے ہیں - جب آپ اسے نہ مانینگے تو میں کیا کرونگا - چنانچہ میں اس اعتراض کا معقول جواب دیچکا ہوں - اب آپ نہ مانیں تو اور بات ہے - کیوں ٹھیک ہے نا[3] ؟

---

[1] یہاں پریسیڈنٹ صاحب نے روکدیا اور کہا کہ ذاتیات پر حملہ نہ کرو مگر ڈاکٹر صاحب بولے ہی گئے - چنانچہ ذیل کے فقرے پریسیڈنٹ کی روکاوٹ اور ڈاکٹر صاحب کی جلدی سے غیر مربوط نکلتے رہے - (مولف)

[2] اسکے بعد ذرا سوچکر یوں گوہر افشانی کرتے ہیں - (مولف)

[3] بالکل ٹھیک - مولوی صاحب ذرا سی بات نہیں ماننے - ایسی حالت میں کہ ڈاکٹر صاحب تو کیا سارے آریہ ملکر اسکا جواب نہیں دے سکتے - پھر ڈاکٹر صاحب کو شرمندہ کرنا بے فائدہ - مولانا ذرا تو ڈاکٹر صاحب کو دل خوش کر لینے دیا ہوتا - (مولف)

رہی یہ بات کہ پرماتما سے پوچھ لوں۔ سو اگر سوالوں کے جواب پرماتما ہی دلوانے تھے تو مناظرہ کسلیئے آئے تھے۔ وہیں سے لکھدیا ہوتا کہ پرماتما سے پوچھ لیا جائے۔ پھر ہم پرماتما سے پوچھ لیتے کہ روح حادث ہے یا قدیم۔ مگر مطلب یہ ہے کہ میں کھرا آدمی ہوں صاف کہا کرتا ہوں۔ آپ ان باتوں کا جواب ہی نہیں دے سکتے۔ آپ کو تو صرف وقت پورا کرنا ہے۔ اسلیئے ٹال مٹول کر رہے ہو۔ نہ آپنے کسی بات کا جواب دیا نہ دو گے۔ نہ دے سکتے ہو۔ [۱]

اب آپ جب میرے سوالوں کا جواب دیدینگے تو میں اور آگے سوال کرونگا رہا بحث سے تعلق سو غور کیجیئے۔ کیا تعلق ہے۔ تناسخ کے معنے کیا ہیں۔ روح کا ایک جسم کو چھوڑ کر دوسرے کو اختیار کرنا۔ پس روح جسم میں آتی کیوں ہے کیا چیز۔ مفرد ہے یا مرکب۔ جوہر ہے یا عرض۔ آپ روح کو کیسا سمجھتے ہیں۔ روح کیسے پیدا ہوئی۔ روح کیا ہے۔ دو دن کا بچہ پیدا ہوا اور مر گیا کیوں اُسے پیدا کیا۔ کیا فائدہ ہوا۔ روح قبر میں نہیں تو کہاں پڑی رہتی ہے۔ خدا نے مادہ کو کیوں پیدا کیا۔ پس یہی وہ سوالات ہیں کہ جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اور مولوی صاحب کو جواب دینے کی ضرورت ہے۔ [۲]

---

[۱] واہ ڈاکٹر صاحب! خوب کہی۔ واقعی مولوی صاحب جواب نہیں دے سکتے۔ اور آپنے سب باتوں کا جواب دے ہی دیا۔ کیونکہ پرماتما نے وید کے ذریعہ سے تمام باتیں آپ کو بتا دی تھیں۔ درحقیقت جو کچھ آپ نے ویدکی رو سے بتایا۔ بہت صاف اور سمجھ میں آگیا۔ کیوں ناظرین روح کی حقیقت تو آپ لوگ بھی اچھی طرح ڈاکٹر صاحب کے بیان سے سمجھ گئے ہونگے۔ آپ نہ سمجھیں مگر ہم تو سمجھ گئے۔ بیشک وید الہامی کتاب ہے واہ کیا کہنے۔ رہا ڈاکٹر صاحب کا کھرا پن وہ بھی صاف ظاہر ہے۔ (مولف)

[۲] ڈاکٹر صاحب تو روح اور مادہ کی سب حقیقت بیان کر چکے جسکو ہر عقلمند سمجھ گیا ہوگا۔ اسلئے مولوی صاحب سے جواب کے طالب ہیں کہ دیکھیں کہیں ہمارے جواب سے اچھا تو نہیں ہے۔

تقریر سوم از مولٰینا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب

معزز حاضرین! پنڈت جی کا سوال تھا کہ دو برس کا بچہ اگر مرجاوے تو کہاں پھینکا جائیگا۔ سُنیئے وہ بچہ جنتیوں کے ہاتھ میں بچہ کی طرح کھیلا کریگا۔ انکا دل بہلاوا ہوگا۔ رہا آپ کا جواب واہ کیا ہی معقول ہے۔ مینے مانا کہ مادر زاد اندھے اچھے نہیں ہوسکتے۔ مگر میرا یہ سوال نہیں ہے۔ میں تو پوچھتا ہوں کہ جن کی آنکھوں میں کگرے پڑ گئے ہیں اُنکا علاج کر کے آپ مجرم کی سزا میں کمی کرتے ہیں یا نہیں اور ایسا کرنے میں آپ کو آئندہ جنم میں سزا بھگتنی پڑیگی یا نہیں۔ کیونکہ جملہ تکلیفات جو انساوں کو ہوتی ہیں وہ اُن کے پچھلے جرموں کا بدلہ ہیں۔ مگر اسکا جواب آپنے نہیں دیا اور جیسا کہ پہلے کہہ چکا ہوں اسکا جواب نہ آپ دے سکتے ہیں نہ آپ کے سوا کوئی اور۔

آپنے یہ کہا ہے کہ مینے صرف ایک ہی سوال کیا ہے۔ سو ایک سوال تو آپ سے اُٹھ نہ سکا لیجئے دوسرا بھی۔

تناسخ کہتا ہے کہ جتنے جانور ہیں سب گناہوں کا بدلہ ہیں۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس دنیا پر یورپ کے عیسائی افریقہ کے مسلمان تمام کے تمام گناہ گار ہیں۔ کیونکہ گوشت کھانا سخت جرم ہے۔ اس لئے وہ آریہ پارٹی بھی جو گوشت کھاتی ہے گنہگار ہے۔ اسپر دنیا کی انسانی آبادی حسب قاعدہ تناسخ گھٹنی چاہئے تھی۔ وہ تو دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ تو خیال ہوتا ہے کہ یہ خورگین کی بھرتی کہاں سے آتی جاتی ہے۔ ساری دُنیا تو گنہگار ہے۔ اسلئے تمام انسانوں کو باستثنائے معدودے چند بھاجی خوار آریوں کے حیوان بنجانا چاہئے۔ مگر یہاں بھرپور ہے کے پورے لوٹ کر آنے کے علاوہ اور فیصدی بیس پچیس زیادہ بلکہ ڈیوڑھے دوگنے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ تو بتلاؤ یہ آبادی کہاں سے آتی ہے۔ اسے بھی اُٹھاؤ! تعریف تناسخ مسلمات سے ہے ایک جسم کو چھوڑ کر دوسرے جسم میں جانا ہی

تناسخ کا مسئلہ ہے۔ باقی سوالات خود حل ہو جائینگے۔ اور اُن کی کوئی ضرورت نہیں رہیگی۔ کیونکہ جتنے سوال کئے گئے ہیں وہ تناسخ کو مان کر کئے گئے ہیں۔ اور تناسخ کو مان لینے ہی سے خرابیاں پڑتی ہیں۔

رہا یہ کہ روح کیا ہے۔ ازلی ہے یا ابدی اسکو اصل بحث سے کیا تعلق کوئی نہیں اور اگر ہے تو ثابت کیجئے۔

تقریر چہارم۔ جوابات از پنڈت لکشمی دت صاحب

آپ نے جو کہا ہے کہ وہ لونڈے جنت میں کھیلتے پھرینگے تو بھلا یہ تو بتایئے کہ وہ جو پاخانہ پھرینگے اُن کے لئے بھنگی کہاں سے آئینگے۔

مولوی صاحب نے بڑا کام کیا کہ ایک نیا اعتراض کیا اور دیکھئے کیا تیر مارا ہے کہ دنیا کی آبادی دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ تو کیوں۔ کہاں سے آتی ہے اجی مولوی صاحب آپ کو معلوم ہے کہ اس پرتھوی کے علاوہ بھی کہیں آبادی ہے یا نہیں۔ تمام ستارے جو نظر آتے ہیں اُن سب میں آبادی ہے یا نہیں وہاں سے انسان یہاں آتے رہتے ہیں اور اسی طرح ایک کرہ سے دوسرے میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور سائینس بھی مانتا ہے کہ ان کروں میں آبادی ہے۔ لیجئے آپ کے دوسرے پہاڑ کا بھی جواب دے دیا گیا۔[1]

[1] دوسرے کروں میں بھی کیا آریہ آباد ہیں اور ایسی ہی صورت شکل کے آدمی ہیں جیسے آپ ذرا اسے بھی تو ثابت کیا ہوتا۔ کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ وہاں سے انسان یہاں آتے رہتے ہیں۔ اور تناسخ کے قائل جو یہاں گوہ کے کتے سُوّر وغیرہ بنتے رہتے ہیں۔ وہ دوسرے کروں میں چلے جاتے ہیں۔ اس صورت میں تو دوسرے کروں میں سوائے بندر اُلّو وغیرہ کے کوئی نہ رہا ہوگا۔ علاوہ اس کے جس طرح انسانی نسل بڑھ رہی ہے۔ جانوروں کی بھی زیادتی ہے (دیکھو سرکاری رپورٹ) ایسی حالت میں تو اکثر کرے بالکل خالی ہو گئے ہونگے۔ اسکا بار ثبوت آپ پر ہے کہ فلاں فلاں کرے خالی ہو چکے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ تو آپ نے اب یورپ کے حکماء کی سُنی سنائی کہدی کہ دوسرے کروں میں آبادی ہے اسکا ثبوت آپ وید سے دیتے۔ ورنہ یوں ہی بے سمجھے بوجھے کسی کی اُڑا لانا۔ دعویٰ بیکار۔ (مؤلف)

ارے یہ کیا ہوا - وقت ختم - ہمنے جواب حاصل کرنے کے لئے ہمنے کیا کیا جتن نہ کیے - طعنے دیئے - تشنیع دیئے - پیشین گوئی کا بہانہ کیا - حتٰے کہ اشتعال تک دلایا - مگر کیا - سب بے سود - انھوں نے جواب نہ دینے تھے نہ دیئے - میں کہتا ہی رہگیا کہ کسی ایک سوال کا جواب تو دو - مگر کیا مجال جو ایک آدھ سوال کا جواب بھی دیتے - مگر کیا کریں مجبور ہیں[1] -

اس میں مولوی صاحب کا کوئی قصور نہیں وہ تو بڑے عالم ہیں اور فاضل ہیں - منطق اُن کے یہاں کی لونڈی ہے - فلسفہ اُنکے یہاں کی بھنگن سائنس ہے

[1] چھوٹے میاں تو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ - ناظرین ہم تو دھرم مہربی کو سمجھ رہے تھے کہ ابھی ناتجربہ کار بچہ ہے - اصول مناظرہ سے واقف نہیں - اسلئے لایعنی سوالات کئے جاتا ہے اور جواب ملتے ہوئے بھی جواب نہیں ملا جواب نہیں ملا کی بے تکی رٹ لگائے جاتا ہے تاکہ میری بد لیاقتی تو کم از کم پبلک پر ظاہر نہ ہو - مگر ڈاکٹر صاحب تو اُن کے بڑے بھائی کیا بڑے گرو نکلے - اور پھر نکلے بھی تو کس شان سے کہ کھڑے ہوتے ہی باوجود مجیب ہونے کے ایک نہ دو ایکدم گیارہ سوال بے تعلق کر دیئے اور سوال بھی وہ کہ ہر ایک پر جداگانہ ایک ایک روز بلکہ ایک ایک ہفتہ بحث کے لئے درکار ہے اور اسپر طرہ یہ کہ جو اعتراض مولوی صاحب نے کئے اُنکا جواب ندارد - کیوں نہ ہو آریہ دہرم کی یہی تو تعلیم ہے - وہاں تو سکھایا ہی یہ ہے کہ دوسرے کے سوال کا جواب تو دو نہیں اپنے سوال کئے جاؤ خواہ وہ بجا ہوں یا بیجا - اور جواب نہیں ملا - جواب نہیں ملا کی رٹ لگائے جاؤ - درحقیقت آریہ مناظروں کو حق و باطل کی تحقیق تو منظور ہے نہیں انکو تو دہائیں دہائیں کرنا اور جھوٹی شیخی مارنا آتی ہے - اور پھر زبردستی سے یہ کہنا کہ ہمنے طعنے دئے تشنیع دیے حتٰی کہ اشتعال تک دلایا - ابھی ڈاکٹر صاحب اشتعال دلانے کا پتہ لگ جاتا اگر آپ ہمارے مہمان نہ ہوتے - آپ مسلمانان جبلپور کا شکریہ ادا کیجئے کہ آپ کی یہ اشتعال بھی نظر انداز کی گئی - آئندہ کسی مناظرہ میں ایسی حرکت نہ کرنا - ورنہ نمازی کا ٹکہ یاد رہے -

(مؤلف)

ان کے یہاں جھاڑو دیتا ہے۔ مگر اسلام کی مسل ہی ایسی تھی وکیل تو زبردست تھا۔ مگر موکل ہی میں جان نہ تھی[1]۔

چنانچہ جو ہمارا دعوےٰ ہے اور آریہ سماج کا سدھانت ہے کہ روح انادی ہے۔ اور اسلئے ابدی بھی ہے۔ ہمیشہ رہیگی۔ اس دعوے پر کوئی اعتراض کیا گیا[2]۔

مولوی صاحب کا فرض تھا کہ روح کو حادث ثابت کرتے[3]۔ مگر جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کوئی جواب ہوتا تو دیا جاتا۔ اسلام کے اندر طاقت ہی نہیں کہ ویدک دھرم کے مقابلے میں آسکے[4]۔ دین اسلام میں اگر کچھ جان ہوتی تو آج آریہ سماج کی ڈگری اسپر نہ ہوتی[5]۔ سب حاضرین نے دیکھ لیا کہ ویدک دھرم کی ڈگری اسلام پر کیسی ہوئی۔ اور آریوں نے ڈگری کرا کر ہی جبلپور کے مسلمانوں کو چھوڑا[6]۔

میں نے مولوی صاحب کو یہانتک غیرت دلائی ہے۔ کہ کسی طرح وہ ویدک دھرم پر اعتراض کریں۔ اور کسی سوال کا جواب تو دیں۔ مگر نہیں۔

---

[1] یہ ایسا بے جان موکل ہے کہ جس نے آریہ ورت سے آریوں کو بھگا کر بے کار کر دیا اسی لئے تو اس زبردست موکل سے گھبراتے ہو۔ اور مردوں کی طرح مقابل نہیں ہو سکتے۔ اگر کچھ دم تھا تو اسکے وکیل سے تحریری بات چیت کیوں نہ کی۔ کیوں فرار ہو رہے۔ اگر کچھ حوصلہ ہے تو اب سہی۔ یار زندہ۔ صحبت باقی۔ (مولف)

[2] واہ ری پنڈت تیری سچائی۔ (مولف)

[3] دیکھو مولانا کی تقریر صفحہ پھر دُر افشانی کرنا۔ (مولف)

[4] مقابلہ کی ضرورت کیا جبکہ اسلام نے ویدک دھرم کو بلا مقابلہ ہی ملیا میٹ کر دیا۔ دیکھو تناسب آبادی اسلام اور آریہ دھرم۔ (مولف)

[5] وہی قاتل وہی مخبر وہی خود منصف ہے (مولف)

[6] واقعی ڈگری کرانا آپ پر ختم ہے۔ (مولف)

وہ کیا کرتے معذور تھے۔ قرآن میں کچھ ہوتا تو جواب دیتے۔ وہاں تو خود بانیٔ اسلام ہی جوابات سے عاجز رہ چکے ہیں؎

یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

مگر افسوس کہ ہمارے سوالات ویسے کے ویسے ہی لاجواب ہے [1] بلکہ گواہ ہے کہ ہمنے اعتراضوں کی بوچھار کر دی۔ مگر کیا ہے۔ کچھ مزہ نہ آیا۔ اگر قرآن سے جواب ہی نہیں ملتا تھا۔ تو کم از کم ہم پر اعتراض ہی کئے ہوتے تاکہ جبل پور کے مسلمانوں کے کچھ تو آنسو پونچھ جاتے۔ بیچاروں کو کتنا پچھتاوا ہوا ہوگا کہ اتنا روپیہ خرچ کیا [2]

مگر نہیں انہیں بھی روشن ہو گیا کہ سچا دھرم ویدوں کا ہی ہے آریہ سماج ہی سچا مذہب ہے۔ باقی سب تارے ہیں اور اس آفتاب کے سامنے اُن کی کوئی ہستی نہیں [3]۔

مذہبی معاملات میں تو اسلام میں کوئی جان ہی نہیں۔ مباحثہ کوئی کرے تو کیا کرے۔ بھلا جو ایک سیر نہ اٹھا سکتا ہو اُس سے ایک من کیسے اٹھ سکتا ہے۔

اب میں اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے۔ انصاف پسندوں

---

[1] آپ خود بھی تو فضول گوئی میں لاجواب ہیں۔ (مؤلف)

[2] بالکل پچھتاوا نہیں۔ مولوی صاحبان اور بہت سے متشرع بزرگ جو لغویات سے دور رہتے ہیں۔ اُن کو بلاکر آریوں کا تماشہ دکھا دیا۔ اور خود بھی دیکھ لیا جو کبھی نہ دیکھا تھا۔ (مؤلف)

[3] ابھی ہم تو آریہ مذہب کی سچائی کے پہلے سے قائل ہیں۔ جسکے یہاں نام ستی کے معنے سچائی کے ہیں۔ اور اب سب کو اسکے معنے معلوم ہو گئے۔ باقی رہے تارے وہ چمکتے جاتے ہیں۔ اور جو زبانی آفتاب کہلاتا ہے وہ عملاً غروب ہوتا جاتا ہے جبکو سب جانتے ہیں۔ زبانی اُبھارنے سے ڈوبتا ہوا اوپر نہیں آسکتا۔ (مؤلف)

ہے توقع کرتا ہوں کہ وہ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لینگے کہ کون سے دھرم سے کس مذہب پر ڈگری ہوئی۔ پبلک خود غور سے انصاف کرے کہ ویدک دھرم کی شان کس طرح ظاہر ہوئی۔ اس سورج کے نکلتے ہی چاند اور سب دیئے (چراغ) بجھ گئے۔ تمام مباحثہ کا فیصلہ پبلک پر چھوڑتا ہوں۔ اور اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی

خلاصۃ الکلام

آخری روز آریہ مناظر مدعی تھا اور مسلمان سائل۔ اس لیے حق اور انصاف یہی تھا کہ آریہ مناظر اپنا مذہب با دلائل بیان کرکے سائل کے سوالات سنتا اور جواب دیتا بجائے اسکے آریہ مناظر نے الٹے تیر چلانے شروع کر دیئے۔ جو ناظرین نے بھی ملاحظہ کئے۔

تاہم اسلامی مناظر نے اپنا حق مدعیانہ چھوڑا۔ صرف ایک آدھ سوال کیا۔ جسکا مطلب یہ تھا کہ جملہ امراض آریہ دھرم کے مطابق گزشتہ اعمال کی سزا ہیں۔ پھر اُن کے دفعیہ کے لیے کوشش کرنا۔ گویا خدا کا مجرم بننا ہے۔ پس آریہ لوگ جملہ شفا خانے۔ یتیم خانے وغیرہ بند کر دیں۔ ورنہ وہ اس جرم کی سزا بھگتینگے۔

ابھی ختم کی کیا ضرورت تھی۔ اور زور شور سے گلا پھاڑ پھاڑ کر فضول گوئی کی ہوتی۔ اسی فضول گوئی کے واسطے تو آپ مجیب بنے تھے کہ آخری وقت ہمارا ہوگا۔ اور جو چاہیں گے کہینگے۔ کوئی جواب دینے والا تو ہوگا نہیں۔ اور نہ اسی واسطے تحریر پر آمادہ ہوئے تھے۔ مگر اس کی کیا خبر تھی کہ کل تقریر قلمبند ہو رہی ہے۔ جو پبلک میں شایع ہو کر قلعی کھولے گی۔

اب آریہ سماج تمام تقریر کو پڑھکر انصاف سے کہے کہ فتح کس کی ہے۔ مگر آپ جیسی آریوں سے انصاف کی امید رکھنا سراب کے پیچھے دوڑنا ہے۔ لہذا بالخصوص انصاف پسند آریہ صاحبان اور عام پبلک سے انصاف طلب ہے کہ فتح کس کو نصیب ہوئی

(مولف)

مطلب صرف اتنا تھا کہ جو مذہب دُنیا میں اسقدر سخت دلی سکھاتا ہے کہ کسی بیمار پر رحم کرنا کسی یتیم سے اچھا سلوک کرنا بھی جُرم ہے۔ اُس مذہب کے غلط ہونے میں کیا شک ہے۔

آریہ مناظر نے اسکا جو جواب دیا وہ ناظرین کے سامنے ہے بغور ملاحظہ فرمائیں اور نتیجہ پائیں۔ الحمد للہ (مولف)

قطعۂ تاریخ انطباع

از نتائج افکار حکیم فیروز الدین احمد صاحب طغرائی امرتسری

چو گشت بحث جبل پور انعقاد پذیر ۔ نماند بہر حریفاں ز گفتگو راہے

حُسام نطق چو علامہ ابو الوفا آہیخت ۔ ہماں بکرد با عدا کہ شعلہ با کاہے

خدیو کشورِ فضل و ہژبر بیشۂ علم ۔ بہ محفلِ بُلغا صدر صاحب جاہے

بدشمنانِ ہدایت شدید و حصن حصین ۔ بہ پیروانِ شریعت حلیم [illegible]

چو سال طبع بجستم ز فکر طغرائی ۔ کہ ہست خاطرم اسلام را ہوا خواہے

ز انتہائے تعجب بگفت ہاتف غیب ۔ چساں مقابلۂ شیر شد بروباہے

کتب خانہ ثنائی امرتسر کی مشہور و معروف و فروختنی کتابوں کی فہرست

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تقابل ثلاثہ توریت انجیل اور قرآن کا مقابلہ۔ قرآن مجید کی فضیلت کا ثبوت۔ عیسائیوں کی بحث کا انقطاعی فیصلہ قیمت معہ محصولڈاک صرف	صہ؍	**تبر اسلام** مہاشہ دھرمپال آریہ کے رسالہ تخل اسلام کا جواب۔ قابل دید قیمت صرف	سہ؍
اجتہاد و تقلید اس کتاب میں اجتہاد و تقلید پر عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ قابل دید ہے۔ قیمت	۳؍	**تہذیب** مہذبوں کے فرائض قیمت	ا؍
آیۃ القرآن العظیم قرآن مجید کے الہامی ہونے کا ثبوت۔ قیمت	ا؍	**جہاد وید و عدم** وید اور دیگر آریہ کتابوں سے جہاد کا ثبوت دیا گیا ہے۔ قیمت	۲؍
الہام الہام کی تشریح اور آریوں کا رد۔ قیمت صرف	ا؍	**ادب العرب** صرف و نحو عربی کو ایسی آسان طرز سے لکھدیا ہے کہ اُردو خوان بلامدد اُستاد بھی مطلب سمجھ لے اور کامیاب ہو سکے۔ نامی گرامی علماء نے پسند فرمایا ہے۔	۶؍
الہامی کتاب وید اور قرآن کے الہام پر مسلمان اور آریہ عالموں کی دلچسپ بحث۔ قیمت	۶؍	**خصائل النبی** شمائل ترمذی کا بامحاورہ اُردو ترجمہ۔ قیمت	ا؍
حق پرکاش ستیارتھ پرکاش کے متعلقہ اسلام مکمل جواب۔ قیمت صرف	۶؍	**مناظرہ نگینہ** مشہور و معروف مناظرہ جو نگینہ میں آریوں سے ہوا تھا۔ قیمت	سہ؍

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
السلام علیکم (ایک) — اسلامی سلام کے احکام. قیمت	۱ر	صحیفہ محبوبیہ — قادیانی رسالہ صحیفہ آصفیہ کا جواب اور مرزا صاحب کی تردید قیمت	۴ر
سر کوب بدعت — بدعات کا رد۔	۱ر	حدوث دنیا — آریوں کا رد قیمت	۱۰ر
میل ملاپ — اتفاق کا سبق دینے والا رسالہ	۳ر	عورت کی زندگی — قابل دید رسالہ ہے	۱ر
اسلامی تاریخ — آنحضرت صلعم کی زندگی کے حالات مبارکہ۔ بچوں کے لئے بہت مفید	۱۰ر	شریعت و طریقت — ہر دو کا بیان	۱ر
اسلام اور برٹش لاء — یعنی سیاست محمدیہ اور قوانین انگریزیہ کا مقابلہ دکھا کر بدلائل ثابت کیا ہے کہ اسلامی قانون موجب فلاح ہے۔	۴ر	الہامات مرزا — مرزا صاحب قادیانی کے الہاموں کی مفصل تردید معہ جواب آئینہ حق نما قابل دید	۵ر
حدیث الزوجین — نکاح و طلاق کے مسائل اور بیوی خاوند کے حقوق کا بیان	۱ر	حدوث وید — قدامت وید کا ابطال۔ قیمت	۱ر
بحث تناسخ — تناسخ اور [illegible] کا ابطال	۲ر	سوامی دیانند کا علم و عقل — قیمت	۱ر
شادی بیگاں اور نیوگ — قیمت	۱ر	نماز اربعہ — اسلامی نماز کے احکام اور دیگر مذاہب کی عبادتوں سے مقابلہ اور اسلامی عبادت کی فضیلت کا ثبوت	۲ر
رسوم اسلامیہ — رسوم قبیحہ کی تردید	۱ر		